رقعات بدر

یعنی

اون خطوط کا مجموعہ جو نواب بدر عالم صاحبہ بیگم نواب واجد علی شاہ آخری تاجدار اودھ نے شاہ موصوف کو قیام کلکتہ مین لکھنؤ سے بھیجے تھے۔

جنکو

جناب مولوی حکیم سید محمد علی صاحب عرش گیاوی نے انجمن ترقی اردو وا انجمن ترقی علوم قدیمہ کی تائید مین

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس واقع چنچل گوڑہ مین طبع کرایا

حیدرآباد دکن

۱۳۳۳ھ

تمہید

عرصہ سے میرے کتب خانہ مین رقعات بدر عالم صاحبہ کا قلمی نسخہ تھا۔ جس کے اوّل صفحہ پر دو مہرین خاص سلطان عالم **واجد علی شاہ** آخری تاجدار اودہ کے کتب خانہ کی ثبت ہین۔ اور اسکی کتابت بھی حکم سلطانی سے ظہور مین آئی تھی۔

اِس کتاب کا دیباچہ خود سلطان عالم نے لکھا ہے اور اِس کو بذاتِ خود ترتیب بھی دیا ہے۔ جس سے یہ کتاب ایک وقیع حیثیت رکھنے کے مستند بھی کہی جانے کی مستحق ہے۔

نواب بدر عالم صاحبہ کے حالات کے دریافت کرنے مین ہمنے بہت کوشش کی مگر افسوس ہے کہ کامیابی نہ ہوئی اِس لئے اونکے حالات پر ہم کوئی روشنی نہین ڈال سکتے ہین۔ بجز اِس کے کہ سلطان عالم کے لکھے ہوئے دیباچہ اکتفا کرین یا رقعات ہی اونکی علمی قابلیت کی گواہی مین پیش کئے جائین۔

اُردو انشا پردازی مین اور خصوص ایک شاہی بیگم کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ اگر اوس کی مقفیٰ عبارت۔ محاورات۔ استعارات اصطلاحات تشبیہات اور سلاست زبان سے قطع نظر کیجائے تو بھی ایک ایک رقعہ سچی اور دُکھ بھری کہانی ہے۔ جس کے پڑہنے کے ساتھ ہی سخت سے سخت کلیجہ

رکھنے والا ہو اُسکی آنکھ سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہین اور عالم کے نشیب و فراز کی جیتی جاگتی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہے۔ جس سے ہر ذی عقل عبرت حاصل کرسکتا ہے۔

ہمنے اپنے مکرم دوست مولوی سید محمد فاروق صاحب شاہپوری کے اصرار سے اس کتاب کو "انجمن[1] ترقی علوم قدیمہ" اور "انجمن[2] ترقی اُردو" کی تائید مین طبع کرایا ہے۔ مجھے اِن دونون انجمن کے ممبرون سے قوی اُمید ہے کہ وہ اسکی ضرور قدر کرینگے۔

آخر مین ہم اپنے سچے دوست مولوی محمد علی شبیر صاحب محاسب دفتر حضور پرنور کے بہت مشکور ہین جنہون نے مالی امداد سے انجمن ترقی علوم قدیمہ کو سہولت کا موقع دیا۔

حیدرآباد دکن ۔ کوٹلہ اکبر جاہ
۱۰- شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ

سید محمد علی نعمانی ملیح آبادی
ممبر انجمن ترقی اُردو
معتمد
انجمن ترقی علوم قدیمہ

۱- یہ انجمن سنہ ۱۳۲۱ھ مین قایم ہوئی اِسکا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عربی فارسی اُردو کی نایاب کتابین جو طبع نہین ہوئی ہین وہ طبع کی جائین۔ اسکا ہر شخص ممبر ہوسکتا ہے بشرطیکہ تحریری اطلاع دے اور اس امر کا اقرار کرے کہ انجمن کی مطبوعہ کتابون سے پانچ روپیہ سالانہ کی کتابین خریدکیجائینگی جسکی اطلاع وقتاً فوقتاً انجمن سے ہر ممبر کو ہوتی رہیگی

۲- یہ انجمن سنہ ۱۹۰۳ء مین قایم ہوئی اسکا صدر دفتر علی گڈھ ہے۔ اور زبان اُردو مین بذریعہ تصنیف یا تالیف یا ترجمہ کے اضافہ کریگی اسکی ممبری مین بھی وہی شرط ہے جو اوپر لکھی گئی ہے۔
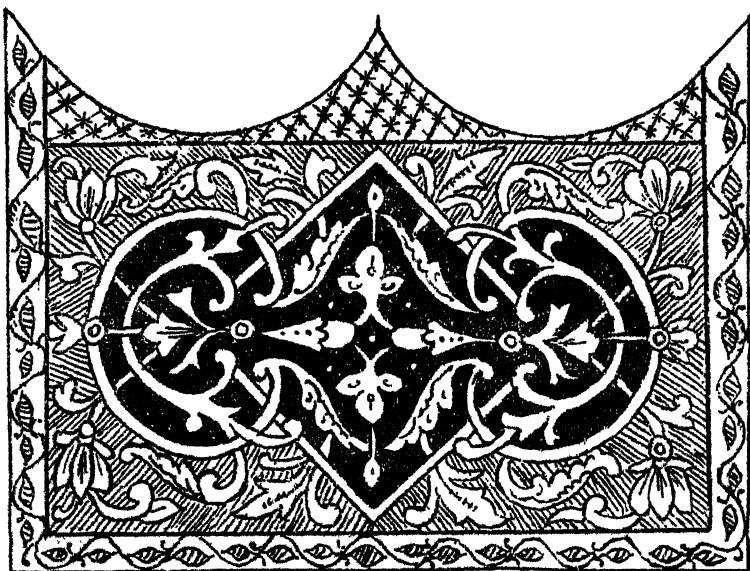
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر کیا شان کبریائی ہے ہر شے مین اعجاز نمائی ہے۔ کہین گل ہے کہین خار اور
کہین جنگل ہے کہین گلزار۔ کبھی شتا ہے کبھی صیف پر اضرار۔ کہین کفر ہے کہین ایمان
کبھی وصل ہے کبھی ہجران۔ کوئی مہ جبین حور لقا ہے۔ کوئی قبیح صورت نازیبا ہے
کوئی عبادت معبود یکتا مین مصروف۔ کوئی بت پرستی مین مشعوف۔ کوئی شاہ کوئی گدا
کوئی ضعیف ہے کوئی توانا۔ کوئی دولت دنیا سے ہر دم مسرور۔ کوئی بینوائی مین
ناصبور۔ کوئی شجاع کوئی جبان۔ کوئی گریان ہے کوئی خندان۔ کہین بلبل خوش الحان
ہے۔ کہین زاغ و زغن نعرہ زنان ہے۔ کوئی شاہراہ فضائل مین گرم عنان۔ کوئی بادیہ
رذائل مین سرگردان۔ کسیکو خلعت علم و کمال زیب قامت جان ہے۔ کوئی جاہل

بے تمیز نادان ہے۔ کون ٹھیک کہہ سکتا ہے کہ سبب اِس اختلاف کا کیا ہے بلے
عالم الغیب سب بات کا دانا ہے۔ حکما کہتے ہین کہ اگر یہ تفاوت نہوتا زمانہ سلسلۂ انتظام
کہوتا اور علما سمجھتے ہین کہ قصور قابلیت یا قبح اتفاق موجب بلادت اور نقصان کا ہے
وگرنہ ہر شخص علم وسعادت کے شایان ہے۔ اور اسیطرح راہ دین مین بھی بہت
اختلافات ہین۔ اکثر اون سے پوچ اور ترہات ہین۔ بعضے وحدت وجود کو حق
جانتے ہین۔ بعضے خدا کو مجسم مانتے ہین بعضے قائل کہ انسان ہر چیز مین تقدیر
سے مجبور اور ناچار ہے۔ بعضے معتقد کہ البتہ با اختیار ہے۔ بعضون کو مسئلہ خرق
والتیام سنگ راہ سعادت ہوا بعض فرقہ انکار معاد جسمانی سے مغاک شقاوت مین رہا
کوئی آفتاب کو خدا سمجھا۔ کوئی گوسالہ سامری کو خالق بیہتا پوجھا۔ للہ الحمد والمنۃ کہ ہمارے
نبی آخر الزمان رہنماے انس وجان فخر امم سرور عرب وعجم نے کانٹے سب توہمات
کے کاٹے۔ اور گڑھے سب مزلات کے پاٹے۔ کبھی انوار آیات بینات سے کاشانۂ
ایمان واذعان کو منور کیا اور کبھی روائح کلمات قدسی صفات سے مشام جان اہل یقین
کو معطر کیا۔ کبھی زور بازوے معجزون سے مشرکون کو مغلوب فرمایا۔ اور کبھی ہیبت
شمشیر آبدار سے منکرون کو مرعوب فرمایا۔ اور اسیطرح شیر خدا علی مرتضی قائل کوشف
الغطا۔ وصی اور جانشین رسول مجتبیٰ اور سائر ائمہ اطہار اہل بیت سید ابرار نے توثیق
مبانی دین مبین مین سعی مشکور مبذول کی۔ اور دن دن شعار اسلام کو زیب وزینت
تازہ دی۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین الی بقاء السماوات

والا مراضین بالجملہ انسان کوچاہیئے کہ راہ شریعت نہ چھوڑے۔ اور سب وساوس سے منہ موڑے۔ حکمانے کہ ماعلیہ الواجب کہا ہے یہی طریقہ شریعت غرّا ہے کہ فلاح دنیا وعقبیٰ کا وہی وسیلہ کامل ہے۔ اور نجات روز جزا اوسی سے حاصل۔ اما بعد راقم الحروف ابوالمنصور ناصر الدین سکندرجاہ بادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ حوالۂ صفحہ بیان کرتا ہے کہ جب سپہر بوقلمون نے نیا رنگ دکھلایا اور سفر کلکتہ کا اتفاق ہوا۔ بعض محلات سلطانی کہ جلباب دوری اور پردہ مہجوری مین رہین۔ اکثر خطوط نودرد آمیز ہجواتی تہین اور اشتیاق اور محبت کو یاد دلاتی تہین۔ بپاس مراسم الفت کے مطمح نظر ہوا کہ وہ قراطیس حسن تالیف پاوین تاکہ رائیگان نجاوین لہذا ماہ ذیحجہ ۱۲۷۵ہجری مین خطوط نواب بدرعالم صاحبہ کو زیور ترتیب عطا کیا اور تحریرات ہر سال کو مقدمہ اور ہر ماہ کو فصل قرار دیا۔ اور تاریخ بدر نام رکہا۔ اور رسالۂ ہذا مشتمل ہے اوپر تین باب کے باب اوّل در ۱۲۷۳ہجری اسمین ایک فصل ہے محرم سنہ الیہ باب دوسرا در ۱۲۷۵ہجری اسمین سات فصلین ہین فصل اول جمادی الاول سنہ الیہ فصل دوم جمادی الثانی سنہ الیہ فصل سوم شہر رجب ۱۲۷۵ہجری فصل چہارم شعبان المعظم سنہ الیہ فصل پنجم رمضان المبارک سنہ الیہ فصل ششم شہر شوال سنہ الیہ فصل ہفتم ذیقعدہ سنہ الیہ فصل ہشتم ذیحجہ ۱۲۷۵ہجری باب تیسرا ۱۲۷۶ہجری اسمین دو فصلین ہین فصل اول محرم ۱۲۷۶ہجری فصل دوم صفر المظفر ۱۲۷۶ہجری

بابِ اوّل در سنہ ۱۲۷۳ ہجری قدسی

فصل اول در شہر محرم

مودتنامۂ اوّل

مہر تمثال۔ یوسف جمال۔ داؤد الحان سلیمان زمان جان عالم خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسَلْطَنَتَہٗ ستم دیدۂ مہاجرت۔ آفت رسیدۂ مفارقت بدر عالم۔ بعد عالم عالم ارادت ونیاز وجہان جہان تمنائے دولتِ مواصلت مسرت آغاز کے ملتمس یہ ہے کہ نامۂ اعطاف نظام۔ افتخار التضمام۔ مملوے شکوہ وشکایت۔ ومتضمن ارشاد وہدایت نسبت اِس بیمار زار اسیر شکنجۂ عجز واضطرار۔ ورود مسعود سے عزت افزا ومسرت پیرا ہوا۔ اِس عنایت پر جانفشانی۔ حیات جاودانی اور محو شیفتہ نوازی ہونا سرمایۂ انبساط روحانی ہے۔ جس خدائے عزوجل نے مجکو شیدائے جمال جہان آرا کیا اوسی کو گواہ کرتی ہون کہ رات دن تمہارے دردِ فراق سے سوائے گریۂ وسوز مشغلہ نہین رکہتی ہون۔ اور سب ساتھی اور سنگت والیون سے کنارے بسر کرتی ہون۔ اور خداوند حقیقی سے کہ چارہ گر بیچارگان ہے بہزار زبان دعا مانگتی ہون کہ جان عالم کو باحشمت واقبال وسلطنت واجلال زینت افزائے تخت وتاج دیکھون۔ پہلے لوگون نے

واسطے رسوائی میری کے ہنگامہ آرائی اور افترا پردازی کرکے مجھکو مشوش اور تمکو منغض
کیا۔ بہت نیازنامے ڈاک انگریزی وغیرہ مین بھیجے جواب ایک کا نہ پایا۔ آخر میر
باقر سوداگر کی معرفت ایک قطعہ ملاحظہ حضور حضار مین پہونچا۔ اور بعد اوس کے
بہی دو تین رقیمۂ اخلاص ضمیمہ روانہ کئے شاید منظور نظر مرحمت پرور اور منظر
حقیقت حال کے ہوئے ہون۔ آپنے رقم فرمایا ہے کہ نواب خاص محل صاحبہ
حرکت دوسری بیان کرتی ہین اورتمہین لازم ہے کہ وجہ پرخاش نواب چتر محل صاحبہ
اور نواب اکلیل محل صاحبہ سا تہہ کوائف کے لکہہ بہیجو تا صورت ہمارے اطمینان
کی ہو اور اُن لوگون کو پہر کہنے کا حوصلہ نہ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نواب خاص محل
صاحبہ اگلے ہی زمانہ مین کہ جب مین اونکے پاس رہتی تہی کیسے کیسے فساد کرتی
رہین اور کبھی روادار میری تم تلک جانے کی نہوئین۔ اب عنایت خدا سے کلکتہ
مین گواہی دیتی ہین۔ **جان عالم** تمہین منصف ہو اور میری اور چتر محل اور اکلیل
محل کی ظاہر مین عداوت کا سبب نہ تہا کہ اس قدر قیامت برپا کرینگی۔ آپ جو
پوچھتے ہو ایک حال جو معلوم ہے عرض کرتی ہون کہ میری سقنی کا خاوند چتر محل مین
اور سمدہن اکلیل محل کی نوکر تھی۔ ایک دن اوسنے کہا کہ یہ دونون محل آج کل ایک جا
سوتی رہتی ہین۔ میری زبان سے نکلا کہ یہ اچھا نہین ہے **جان عالم** سنینگے تو
آزردہ ہونگے۔ یہ میرا کہنا اُن دونون سقنیون کی زبانی کہین چتر محل اور اکلیل محل
صاحبہ نے سُنا۔ آتش غضب دل مین بہڑکی دو چار مل گئے آمادہ لڑوانے کی رہین

مین اپنے گھر مین رہتی تھی۔کسی سے کچھ کہتی نہ سنتی تھی۔ایک دن مین اپنے کوٹھے پر
کھڑی تھی کہ چتر محل اور کلیل محل نے آن کر کہا کہ تمہارے آج لڑکی پیدا ہوئی سو ہمکو
دکھلادو۔بخوف شر و فساد مین نے نیچے مکان مین آنکر کوٹھے کی راہ بند کروالی۔
وہ بہت تھین خاموش رہین۔پھر میان محبوب کا آنا مع سرگذشت اگلے عریضہ مین
لکھا ہے۔اگرچہ باسباب ظاہری میرا تو اتنا ہی قصور ہے لیکن **جان عالم** یاد
رہے جو خود بد ہے سوائے بد کے دوسرے پر گمان نہین لیجاتا جس حال مین
کہ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ مردون کے حق مین آیا ہے پھر عورتون کا کہ
ناقص العقل مین نامور۔کیا ذکر یہ البتہ کافی ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا بھرا
یاد رہتا ہے۔اور یہ ارشاد ہوا کہ حکمنامے تشدد نہ کرنے کے باب مین حسام الدولہ
بہادر اور مفتاح الدولہ بہادر کے نام صادر فرماتے ہین وہ صاحب اب تشدد نہ
کرینگے **جان عالم** تمہاری مہربانی سے اب کیا تشدد اور کرینگے۔فی الحال مکان
کی شکستگی پانی کا ٹپکنا اور موری کے پانی کا دالان مین بھرنا اور کرسی پر بیٹھ بیٹھکر
شب و روز بارش بھر بسر کرنا اور بسبب نہ آنے تنخواہ کے ابتدائے ذیقعدہ سے
تکلیف مصارف جھیلنا۔البتہ یاد دہ **جان عالم** کے اشفاق و عنایت کا ہر روزہ
مہور رہتا ہے۔اور بعد تحریر ایک نامۂ عنبرین شمامہ مع غزل ریختہ خامۂ اعجاز طراز لکھا ہوا
بائیسوین ذیحجہ کا گنگا پرشاد متصدی کے ہاتھ کہ ظاہرًا اسی خدمات پر آپنے مقرر
فرمایا ہے صادر ہوا جواب اسکا عنقریب روانہ کرتی ہون۔زیادہ زیادہ ہے۔

مرقومۂ غرہ محرم الحرام سنہ ۱۲۷۳ ہجری

مودت نامۂ دوم

سلطان عالم بلکہ جان عالم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بعد اظہار آرزوے بساط بوس - اور اپنی دوری حضوری پر صد ہزار افسوس کے التماس یہ ہے کہ جس روز بلا اندوز جدائی تمہاری سے مین بہت ہم چشم اور تھوڑے خیر اندیشان دولت سے کشاکش مین پڑی ہون کہ قطع نظر بھیجنے نیاز نامجات اگلے کے اندنون مین دو قطعہ رقائم سراپا انتشار اور اضطرار - ایک معرفت میر محمد باقر سوداگر اور دوسرا بذریعہ ڈاک انگریزی - جو مافی الضمیر مجہ بے تقصیر کا تھا لکھا ہے اور جانتی ہون کہ خداوند حقیقی نے آپ کو خداوند مجازی کیا ہے اور خوبی و زشتی وجو نٹھہ و سیج - اور تہمت و افترا کبھی آپ پر چھپا نرہیگا - اور جزاے عمل نیک و بد کی آپ کے قبضۂ قدرت مین ہے - اور مین عرصہ ایک مہینے سے خفقان کی شدت اور دوران کی آفت سے بیمار - اور دوسرے آشوب دشمنون مین گرفتار - نہ طاقت صبر نہ یاراے گفتار - رات اور دن روتی ہون اور اپنی جان کھوتی ہون اور دلمین سوچ کرتی ہون کہ بار خدایا مین بعد تشریف لیجانے جان عالم کے کیون زندہ رہی - از براے خدا پہلے تحقیقات کے لئے مجھے اپنی خدمت مین

بلا کے اور قصور دریافت فرمائیے اور جہوٹون کو روسیاہی دلوائیے۔ مگر کشتی در لکھنؤ و ملاح در کلکتہ۔ بہرحال دریاے تفکر مین غوطہ زنی کرتی تہی کہ والانامہ عاطفت شمامہ کہ ہر حرف اوسکا مرہم دل صد چاک اور ہر سطر زنجیر پاے عقل حیرتناک تھی ورود مسعود سے عزت افزا ہوا۔ ظاہر ہے کہ مقیدان سلسلۂ بشریت کبھی طعن اور تشنیع زمانہ والون سے مطلق العنان نہین ہوتے۔ تولد دختر کہ جو حسام الدولہ بہادر کے لکھنے سے سُنا گیا۔ عنایت الٰہی سے بہادر موصوف یا جاہ و حشم جب حضرت باغ مین تشریف مبارک لائے۔ پہلے مینے میان محبوب علیخان بہادر کو کہ جو لڑکی کی خیر و عافیت پوچھنے آئے تھے اور مفتاح الدولہ کو گھر مین بلا کر کوئی کنارہ اور کوئی جگہہ مکان کی کوٹھری سے تا پایخانہ اور صندوق اور کوٹھہ بروٹھہ خود دکھلانے سے باقی نہین چھوڑا مگر یہ البتہ اونسے کہا کہ اور جو محل بیگمات مجھسے لڑنے آئے ہین اون کو منع کر دا سپر حسام الدولہ بہادر نے دریغ فرمایا اور مین کہ وابستۂ دامن دولت تمہاری ہون تمسے بھی امید انصاف رکھتی ہون اور جو آپنے زیب تحریر فرمایا مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ یہ چراغ داری اتہام کرنے والون پر صادق آتی ہے۔ اور جو ارشاد ہوا کہ جب ہم تشریف لائے آنکھون کا چشم بد دور یہی بہانہ تہا۔ آخر ذرا منصف ہو کہ پیٹ سے اور آنکھون سے کیا نسبت اور مجھسے کوئی تکلف تھا اس قدر چوری دیدہ دلیری نہین کر سکتا۔ مین قسم کہاتی ہون تمہاری بدگمانی کا علاج نہین۔ اور

کوئی مقدمہ خصوص میر اقضیہ کہ جو بدولت مغویون کے طشت از بام افتادہ ہو گیا ہے
ایسا نہین ہے کہ جھوٹھ سچ چھپا رہے بواسطہ خدا و رسول خوب تحقیق فرمائے کہ میری
جان عذاب مین ہے اور یہ حوالۂ کلک جواہر سلک ہوا کہ تمہارے گھر مین رہنے
نہ رہنے کے باب مین کیا کیا منظور ہے۔ اگر رہنا بھی ناگوار ہے۔ چارہ نہین۔
بسم اللہ خانہ آباد دولت زیاد اور اگر ارادہ بود و باش ہو تو سلامت رہو۔ ایسی
لڑکی حشرات الارض بہت پیدا ہونگی۔ جو جواب ہو مفصل عرض کرو تا اپنے کارکنون
کو حکم فرما دین" سچ تو یہ ہے کہ آپنے مجھ بیکس اور حقیر کو اپنی خاص عنایت اور مکارم
محبت سے خاک سے پاک کیا ہمکو تمہاری خدمت گذاری سے کوئی کام دنیا اور
دین کا بہتر نظر نہین آتا ہے ہمسے طلب دونون جواب کا بے فائدہ۔ کسواسطے
کہ شعر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی دیگر نداند بعد ازین من دیگرم تو دیگرے	

اور مین قسم کھاتی ہون اوس عزیز اور جلیل کی کہ جس کی قدرت کاملہ مین عزت اور
ذلت تمام عالم کی ہے۔ مجھکو کبھی وسوسہ بھی تمہاری مفارقت مین نہین ہوا
جس جس کو جانا تھا انواع انواع کے عذر و حیلہ سے چلین گئین۔ میرے حال
سے دور۔ اگر مین خواہش کرتی کون مانع تھا۔ اور اسی جگہہ میری تصدیق بیقصوری
اور لوگون کی افترا پردازی کی ہوتی ہے کہ مین ایک مہینہ مین حاملہ ہوئی اور نو مہینے

کی لڑکی جنون۔ مقام یقین تھا کہ اگر یہ امر سچ ہوتا تو مثل کل عالم کے اور راج محل کے ضرور بھاگ جاتی۔ بہرکیف مجھے اپنے پاس بلا کے سچ اور جھوٹھ دریافت کرو ایک تو جدائی آپ کی بدتراز موت ہے۔ دوسرے محلون کا فتنہ و فساد ان سب سے نجات ملے کہ جو جو ظلم میان محبوب علیخان اور حضرت محل اور اکلیل محل کرواتی ہین وہ مفتاح الدولہ کرتے ہین۔ اسکو تو میرا ہی دل جانتا ہے۔ جب تمہارے پاس ہون تو اِس تہمت کو بیان کرون۔ بس زیادہ کیا لکھون فقط

باب دوم در ۱۲۷۵ ہجری قدسی

فصل اول در شہر جمادی الاول

محبت نامۂ اوّل

اختر پیارے جان عالم سلامت۔ احوال زبون قابل بیان نہین ہے۔ لائق اظہار یہ داستان نہین ہے۔ صدمۂ فراق تو برسون سے جان گزا تھا وہ مرض تو گویا عارضۂ خلقی بنا تھا۔ اوپر سے یہ طرّے ہین گویا موے پر سو دُرّے ہین۔ بے گھر بے در ہو گئی۔ بیٹھنے کے ٹھکانے ترسے۔ تباہی مین گرفتار ہین بے مونس و غمخوار ہین۔ حیثیت ظاہری کا بالکل خاتمہ ہوا۔ زیور اسباب

لباس کچھ نرہا کچھ حضرت محل کی بدولت لٹ گیا۔ کچھ نکلنے کے وقت چھٹ گیا۔ جاڑی زمین پر بیٹھتی ہین۔ ٹوٹے مکانون مین رہتی ہین۔ نہ وہ محل ہے نہ وہ باغ ہے خانہ دل بے چراغ ہے۔ تمہارے مکانون کو دیکھکر جی بہلاتی تھی۔ مکین کا پتہ مکان سے پاتی تھی۔ فلک کو یہ بھی ناگوار ہوا۔ اوس زمین کا بیٹھنا ہمارا دشوار ہوا۔ اِس طرح چھوڑوایا کہ ننگے پاؤن نکلوایا۔ اللہ رے کجروی فلک بیدار کی اور گردش لیل ونہار کی ایسا بھی دشمن کوئی ہوتا ہے۔ ایسی بھی عداوت کوئی کرتا ہے۔ کسی حال مین چین ندیا۔ کسیطرح ایک حال پر قرار نہ لیا۔ القصہ زندگی تو وبال جان ابتدائے فراق سے ہے مگر سچ سمجھنا **جان عالم** کہ اب جینا بہت شاق سے ہے۔ زندگی عجب ہے معلوم نہین جینے کا کیا سبب ہے۔ علاوہ اِن سب صدمون کے تم سے بھی شکوہ ہے۔ ہم کو آج تک تمنے جھوٹون نہ پوچھا یہ گلا ہے۔ کیون **جان عالم** ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ سب محل تو دامن دولت سے تمہارے بندھے تھے۔ یہ سب کوئی تھے ہم کوئی نہ تھے۔ اورون کو خط بھی بھیجا۔ خرچ بھی پہونچا۔ ہم کو جھوٹون نہ پوچھا۔ بس سبحان اللہ دیکھا یہ میزان عدالت تمہاری ہے کوئی پلہ ہلکا کوئی بھاری ہے مقتضائے غیرت یہ تھا کہ حال اپنا نہ لکھتی جیسی پڑتی سہتی۔ مگر بے اختیاری دل نے بے قرار کردیا۔ عاشق سے صبر کب ہوسکا۔ ضبط کا یارا نہ رہا خط لکھ بھیجا

زیادہ بس والباقی ہوس

فصل دوم در شہر جمادی الاخری

مودت نامۂ اوّل

چاہنے والونکے شیفتہ - عاشقون کے فریفتہ - گلزار جوانی کی بہار - یار غمگسار جان عالم سلامت رہو - نامۂ محبت شمامہ تمہارا لکھا ہوا اٹھارہوین جمادی الاولے کا بیچ عین انتظار اور نگرانی کی طراز آستین وصول ہوا اطمینان خاطر تمہاری خیریت سنکر حصول ہوا - حال مفصل سبطرح کا بطول و بسط تمام لکھا تھا - بہت سے مطلبون اور مقدمون کا تذکرہ تھا حرف حرف پڑھا اور دیکھا - تمہاری کیفیت مصائب سے بہت دل کڑھا - قید ہستی سے دم خفا ہوا گھٹ کر نکلنے لگا - اللہ اکبر جان عالم تمہارا ایک جگہہ بیس مہینے بیٹھنا چاند سورج کا مُنہ نہ دیکھنا - خدا کی قسم ذہن مین نہین آتا - قیاس مین ہرگز نہین سماتا - یہ تمہارا ہی حوصلہ ہے - یہ ظرف بادشاہون کا بنا ہے - راحت بھی انتہا کی ہے - صعوبت بھی کڑی ہے - بڑے رتبے کی سب بات بڑی ہے - علاوہ اور سب تکلیفات کے کہ بے اختیاری ہین مجبوری اور بیچاری ہین - کثرت تحریرات جواب خطوط مین کیا کم دردسری ہے یہ زحمت و تکلیف کس قدر ہے - منشی کی قلت تحریر کی کثرت - تمہاری ہر اک سے مروت - جسکے جواب کو دیر ہو جائے یا قلم انداز ہو

اوسی کی شکایت ہے - ہرطرح سے تمہارا بڑا حوصلہ ہے - تمہارا کیا تذکرہ ہے - حق تعالی تمہارے اِن مصائب کو دور کرے - ہماری خاطر غمگین کو تمہارے وصل سے مسرور کرے - سات سو روپیہ مرسلہ تمہارے چھبیسوین تاریخ جمادی الاخری کے وصول ہوئے محکمہ وڈو صاحب بہادر سے بعد انتظار بسیار معرفت میر واجد علی کے حصول ہوئے - مشکور یادآوری کی ہوئی - شکرگذاری کرتی ہون - اِس حال مین ایسی عنایتون سے دن رات یاد تمہاری کرتی ہون - امید تمہاری محبت ووفائے صادق سے یہ ہے کہ ہمیشہ ہمکو دل شاد رکھنا - تمہاری تکلیفون سے ہم صدمے اوٹھاتے ہین - روز و شب غم کھاتے ہین - حق تعالی اِن مصیبتون کو ٹالے - ابرِ سیاہِ غم واندوہ سرونپر سے ہمارے تمہارے ہٹا دے -

زیادہ بس و مابقی ہوس -

مودت نامۂ دوم

دوائے دردمندان جانِ عالم
مسیحائے مریضان جانِ عالم

قیامت تک رکھے تم کو سلامت
خدائے پاک با اقبال وشوکت

پسِ ذوقِ وصال وشوقِ دیدار
مین اپنا حال یون کرتی ہون اظہار

جدا تم سے ہوئی ہون جس گھڑی سے
بہ تنگ آئی ہون اپنی زندگی سے

چھڑایا ہے فلک نے تم کو جب سے
گھلی جاتی ہون مین رنج وتعب سے

ستاتی ہے مجھے دردِ جدائی
بلا یہ کیسی میرے سر پہ آئی

کہوں کیا اپنے دل کی بے قراری
ہوئی ہون جان سے اپنے مین عاری

تمہاری ہر گھڑی ہے یادگاری
ہر اکدم آنکھون سے آنسو ہین جاری

کھلے رہتے ہین میرے دیدہ تر
نہین آتی ہے مجھکو نیند دم بھر

تڑپتی ہون سحر سے لیکے تا شام
نہین ملتا کسی دم مجھکو آرام

میرا دل خانۂ تن مین ہے بیتاب
خدا آگاہ ہے مانند سیماب

تری فرقت مین فرش رنج و غم پر
پڑی رہتی ہون ہر دم تانے چادر

ہوئی ہے مجھکو صحبت رنج و غم سے
بہا کرتے ہین آنسو چشمِ نم سے

ہوئی ہون یان تلک مین زار و لاغر
ہوا ہے جسم شکلِ تارِ بستر

ہوا ہے بارِ دوش اپنا مجھے سر
ہوئی ہے اب تو اپنی جان دوبھر

یہان تک جوشِ سودا کی ہے کثرت
کہ اپنے سایہ سے آتی ہے وحشت

ہوا ہے گھر مجھے زندان سے بدتر
دہانِ مار ہے گھر کا مجھے در

زیادہ دمبدم ہوتا ہے سودا
نہین مجھکو خبر کچھ اپنی اصلا

بلائے ہجر مین جب سے پھنسی ہون
مین انگارون کے اوپر لوٹتی ہون

پڑی ہون نیم جان فرقت مین تیری
ہوئی ہون ناتوان فرقت مین تیری

تڑپتا ہے مرے پہلو مین یہ دل
ہر اک ساعت برنگِ مرغِ بسمل

تپِ فرقت ستاتی ہے بہت اب
نہین ملتی مجھے راحت کسی ڈھب

ادلجھتا ہے مرا دم خود بخود اب
ملائے گا مجھے تم سے خدا کب

دعا ہے ہر گھڑی میری خدا سے
تمہاری شکل پھر مجھکو دکھاوے

ہوئی ہے تمسے جسدن سے جدائی
عدوے جان ہوئی ساری خدائی

نہین لگتا کسی جا پر مرا جی
تڑپتی پھرتی ہون مانند وحشی

خدا آگاہ ہے یہ بدر عالم
تمہاری یاد مین رہتی ہے ہردم

ہوئی شدت جنون کی جبکہ مجھکو
پڑھا تب اِس غزل کو سینے رو رو

غزل

خدا لائے یہان سلطان عالم
تمہین باعز و شان سلطان عالم

تمہاری یاد کرتے ہین شب و روز
حسینانِ جہان سلطان عالم

کرے سرسبز باغِ آرزو کو
بہارِ جاودان سلطان عالم

ہراک گلرو یہی کہتے ہین ہردم
گلِ باغِ جہان سلطان عالم

پڑی ہون بسترِ غم پر یہان مین
گئے جب سے وہان سلطان عالم

تمہاری بزم عشرت یاد کرکے
ہون روتی شمع سان سلطان عالم

غم و اندوہ و رنج و درد و صدمہ
مرے ہین مہربان سلطان عالم

تمہارے ہجر مین مین زار و لاغر
پڑے ہون نیم جان سلطان عالم

یہ کیسی سر پہ میرے آگئی ہے
بلا اک ناگہان سلطان عالم

ہین جلتے آتشِ فرقت سے ہر دم
ہماری استخوان سلطان عالم

کہون کس سے مین حال دلکو اپنے
نہین کوئی یہان سلطان عالم

نہ روؤن کس طرح سے مین شب و روز
ہین آنکھون سے نہان سلطان عالم

حباب آسا ہون اِس بحرِ جہا نمین
کوئی دم میہمان سلطان عالم

کیا فِـــــر بال تیرِ ہجر نے دل
مرے ابرو کمان سلطان عالم

مریضِ ہجــــر کی اب کوئی دم مین
نکلتی ہے یہ جان سلطان عالم

اب اپنی بدرعالم کو یہان سے
بلا لیجئے وہان سلطانعالم

جان عالم ہمارے اختر پیارے۔ بدرعالم تمہارے عجب صدمہ مین گرفتار ہے درد دوری سے بے قرار ہے۔ حال مختصر اگرچہ سلسلۂ نظم مین موزون کیا ہے۔ لیکن کچھ نہین لکھا گیا ہے۔ دل کی کیفیت بیان مین نہین آتی ہے۔ جو حقیقت گذرتی ہے نظم ونثر مین کیسطرح نہین سماتی ہے مسیحا سے دوری ہے۔ مریضِ محبت کی جہان سے رخصت ضروری ہے۔ زندگی کا سہارا اب فقط خط تمہارا ہے۔ للّٰہ ہاتھ جوڑتی ہون منتین کرتی ہون۔ جان عالم اِدہر دیکھو۔ ہماری طرف مُنہ پھیرو۔ سُنتے ہو۔ خط جلدی جلدی لکھا کرو۔ اچھے جان عالم ہماری طرف سے غافل نہ ہو۔ نہین تو ہم سچ کہتے ہین مرجائین گے جہان سے گذر جائینگے۔ کوئی مصیبت اُٹھ نہین رہی ہے جو ہم پر نہین پڑی ہے۔ اب ہمپر رحم کا مقام ہے درد دوری سے ہمارا کام تمام ہے۔ زیادہ

سوائے آرزوے وصول خطوط کے کیا لکھین۔حال زار اپنا کہان تک کہین فقط

فصل سوم در شہر رجب المرجب

مودت نامۂ اوّل

گلِ گلزار حسنِ سرشار۔عندلیب خوش گفتار فصلِ بہار۔شمشاد جویبار خوبی۔قمری شاخسار محبوبی۔جوہر شمشیر عشق جانباز۔گوہر دریاے حسنِ فتنہ پرداز۔ہمارے راز کے محرم۔عاشقِ صادق جان عالم ملک حسن تمہارا سدا زیر فرمان اور اقلیم عشق مین ہمیشہ حکمران رہو۔کیفیت حال خستہ ہماری تمہین معلوم ہو۔ہجر مین تمہارے ایسی مضطر ہون کہ گھر مین بیٹھی ششدر رہون۔دن ہمارا تصور گلرخسار مین چاک گریبان ہے۔اور رات یاد زلف مین پریشان ہے تمہارے فراق مین ہر ساعت ایک سال ہے۔اِس صورت مین نقشۂ زیست کا محال ہے

نظم

مین ہر روز روتی ہون خونِ جگر
نہ کھانے نہ پینے کا کچھ ذوق ہے
جو پڑھتی ہون مین پنجگانہ نماز
برائے نبیؐ و برائے علیؓ

تری یاد مین اے شہِ خوش سیر
فقط تیرے دیدار کا شوق ہے
دعا مانگتی ہون کہ اے بے نیاز
پئے فاطمہؓ زوجۂ آن ولی

زبہرِ حسنؑ و زبرا ے حسینؑ — طفیلِ اماماں باز یب و زین
وہ زینت فزا اپنے گھر ہو شتاب — رہے سلطنت اُس سے با آب و تاب

خدا جانتا ہے جانِ عالم مین تمہاری عاشق بے ریا ہون۔ ہزار جان سے فدا ہون۔ تمہارے حصول نوید خیریت و عافیت مین دو چار دن سے آمد آمد قاصد کی منتظر تھی کہ گلدستۂ ریاحین اشتیاق و سررشتہ مضامینِ اخلاق کوزۂ نبات عاشقی دفتر رقومات معشوقی اعنی نامۂ نکہت محبت کا عطر دان۔ اور راحتِ دل کا سامان پندرہوین رجب المرجب کو آیا۔ دل مشتاق نے مزہ پایا شعر

تمہارے خط کو جب دیکھا تنِ مردہ مین جان آئی
ہوا ثابت کہ ہے تحریر مین اسکے مسیحائی

کلماتِ تعشق و فقراتِ تملق ہماری محبت مین جو تمنے لکھے تھے اُسکو ہم سچ سمجھے مگر واللہ ہماری فریفتگی و جانکاہی تمہاری الفت مین جو رکھتی ہون اللہ پر روشن ہے کہ تمہاری فرقت مین کیا کیا رنج و محن سہے ہے۔ غزل

شکل دکھلاؤ بس اب بہرِ پیمبرؐ اختر — ہون بہت رنج جدائی سے مکدر اختر
رات دن تیرے تصور مین بسر کرتی ہون — اِس دلِ زار کو سمجھاؤن مین کیونکر اختر
چھٹ گیا آب و خورش صدمۂ ہجر انسے مرا — کیا کہون تجھسے کہ جیتی ہون مین کیونکر اختر
تجھ سلیمانِ جہانسے جو محبت ہے مجھے — طائرِ دل کو بناتی ہون کبوتر اختر
سیدہی ہو کر چمن دہر مین بار رنج و الم — یاد کرتی ہین تجھے سرو صنوبر اختر

سانپ سے سینۂ مجروح پہ لہراتے ہین	یاد آتی ہین جو زلفین تری یکسر اختر
ناتوانی نے کیا جسم کو ایسا لاغر	ضعف سے آتی ہین ہر کام پہ چکر اختر
بدر عالم یہی رکھتی ہے سدا ورد زبان	نور دیدار سے کر دل کو منور اختر

جانِ عالم تمنے جو لکھا تھا کہ تیسری تاریخ رجب کی نواب دلدار محل نے اِس جہان فانی کو چھوڑا۔ طرف عالم باقی کے مُنھ موڑا۔ ہے ہے سنتے ہی مین بیہوش ہوئی یہ کیا ستم ہوا۔ میری انیس کُنج لحد سے ہم آغوش ہوئی۔ لطف زندگی سے دل بیٹھ گیا۔ الفت اور صحبت کا مزا اوٹھ گیا۔ خدا اونہین جنت نصیب کرے۔ اون کا اقبال بڑھا کہ تمہاری خدمت مین انتقال کیا شعر

افسوس گئی جہان سے ہمدم	احباب کو اُس کا رہ گیا غم
اللہ رکھے تمھین سلامت	ہم سب کی ہے بس اسی مین عزت

اے جان عالم مرضی خدا سے کچھ چارہ نہین۔ بندہ کو اسمین یارا نہین۔ بہرحال اِسمین صبر چاہئیے اور شکر کہ خوشنودی خدا ہے۔ اور راحت مغفورہ۔ تمنے جو لکھا تھا کہ تم کس جا رہتی ہو۔ پتا لکھو بالفعل مفتی گنج مین رہتی ہون اور کرایہ کے مکان کا ٹھکانا کہان۔ آج یہان کل وہان۔ خدا تم کو بتصدق اہلبیت علیہم السلام جلد یہان لائے تو ہمارا مکان اور عزت بن جائے۔

محبت نامۂ دوم

رنگین گل چمنِ رافت یاسمین گلشن ظرافت شہسوار عرصۂ تعشق۔ شاہد حجلۂ تملق۔ شاہین پری شکار یار غمگسار۔ سردفتر عاشقان جانباز۔ افسر معشوقان دلنواز۔ یار جانی جان عالم ظل سبحانی۔ باغ جہان مین شاداب اور چمن سلطنت مین سیراب رہو۔ اے یار جفاکار۔ اے ہماری دولت حجاب کے لینے والے۔ اے شہسوار چابک رفتار۔ ایذا و تکلیف کے دینے والے۔ کلبۂ احزان کی نشست مین ہمکو شہنشاہ منزل کی برخاست زیادہ تر نقش جگر ہے۔ اور تمہارے فراق مین واللہ ابتک درد کمر ہے۔ یاد تمہارے حرکات واختلاط کی ہر اعضا مین کہبی ہے۔ اور نوک نشتر فراق ہماری ہر رگ مین چبہی ہے۔ واہ ماشاء اللہ چشم بددور۔ اندنون طبیعت کو زور ہے ولولون کا شور ہے۔ مجھے بہولا سمجھکر اپنا مزا یاد دلاتے ہو مستون کو سرود عبث سناتے ہو۔ دیوانے کو ہو ہوبت ہے۔ سودائی کو یاد گیسو بہت ہے۔ تم نے جو اوس صحبت کا پتا لکہا۔ زخم جگر پر نمک چھڑکا۔ واللہ جان عالم تمپر دل و جان نثار ہین اور تم پا اسب سے زیادہ بیقرار ہین۔ ہر دم یاد تمہاری بہلاتی ہے ہوش کو۔ اوس یار بیقراری نے چھڑایا خورد و نوش کو اے جان عالم تمنے جو بقسم اقسام حال صرف دولاکہہ روپیون کا لکہا۔ واللہ ہمین یقین ہوا تمہاری محبت سے سب وابستون کی مرادین آئین۔ احتیاجین رفع ہوئین قرض ادا ہوئے۔ حوصلے نکلے۔ اب تمہین ناحق حجاب ہے۔ سبکو بالفعل

تمہاری محبت کی احتیاج ہے۔ تم سلامت رہو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ لینگے اور اپنا مال طیب زیست کا تمہین دینگے۔ اب دعاے دلی اور تمناے قلبی یہی ہے کہ خداے تعالیٰ تمہین جلد لاے اور ہمین شاد و بامراد دکھلاے۔ محبت نامون سے ہمین یاد اور اپنی الفت سے شاد کرتے رہو۔ زیادہ بجز شوق کیا لکھئے

فصل چہارم در شہر شعبان سنہ الیہ

مودتنامۂ اول

آہوے خوش چشم صحراے تعشق و زیباے غزال خوش رفتار وادی آشناے خسرو شیرین کلام اقلیم اتحاد۔ قیس برگشتۂ ایام عرصۂ وداد۔ گوہر درج ابہت و بختیاری۔ اختر برج سلطنت و شہریاری۔ عاشق صادق آئین مضطر و پریشان ہمارے پیارے جان عالم و عالمیان۔ ہمیشہ سلطنتِ عشق مین فرمان روا اور مملکتِ حسن مین جلوہ نما رہو۔ حال اس سوختۂ فراق و دوختۂ ناوک اشتیاق کا تمہین معلوم ہو۔ اگرچہ نامۂ محبت نگار و گلدستۂ الفت کی بہار تمہارے عین شفقت و مودت سے آتا ہے۔ اور اس آشناے بحر ناپید اکنار غم اور غوطہ زن دریاے زخار الم کو ساحلِ تسکین پر لاتا ہے۔ لیکن مجھ مہجور و مجبور کا حال یہ ہے اس فکر و تردد مین ہون کہ کیونکر تمہین دیکھون۔ کلیجہ مُنہ کو آتا ہے کھانا پینا نہین

بہاتا ہے۔ پوشاک کا بدلنا چھوڑا۔ شوق آراستگی زیور کا توڑا۔ دہیان کنگھی چوٹی کا وبال ہے۔ محل زیست کا محال ہے۔ خیال عطر سہاگ کا منزلون بھاگ گیا اور تصو آرایش کا لاناگ ہوا۔ اب رات و دن تمہارے تصور سے صحبت ہے اور ایسے اشعار پڑہنے سے رغبت ہے۔ غزل

شکل اپنی دکھاؤ جان عالم
بس اب نہ ستاؤ جان عالم

مجھ زار و حزین کی جان و دل پر
صدمہ ہے اب آؤ جان عالم

دل پھکتا ہے آتشِ الم سے
تم آکے بجھاؤ جان عالم

مجھ لیلیٰ دہر کو تو غم ہے
مجنون نہ بناؤ جان عالم

راحت ہو مری تمھین جو منظور
مجھکو بھی بلاؤ جان عالم

فرقت کے الم سے رو رہی ہون
اب تم نہ رولاؤ جان عالم

یوسف جو ہو تم اپنی زلیخا
تو خواب مین آؤ جان عالم

تم میری محبت و ولا کو
دل سے نہ بھلاؤ جان عالم

دیدار کے شوق ہین جگر مین
شکل اپنی دکھاؤ جان عالم

غم کھاتی ہون خون دل ہون پیتی
یہ شغل چھڑاؤ جان عالم

ہر دم ہے یہ ذکر بدر عالم
للہ اب آؤ جان عالم

اب تمہارے فراق مین نائرہ اشتیاق نے ایسا سر کھینچا کہ سینہ ہمارا غیرت

دہ کرہ نار ہوا۔ رفیق و پرستار ہمارے اِس مصیبت مین سب چھوٹین۔ آرزو اور تمنائین سب ٹوٹین جس روز سے تم جان جہان خواب مین آئے۔ یوسف کی طرح شوق و لولے دیدار کے بڑہائے۔ حال ہمارا عارضۂ فراق تمہارے سے ہلاک ہوا۔ اور دل آرام منزل اندوہناک ہوا۔ نظم

یاد آتی ہے جب تری محبت	مِٹ جاتی ہے دل سے ساری کلفت
لکھہ بھیج تو اسکو جلد اختر	کب دیکھونگی تیرا روئے انور
کھلتا ہے بہت فراق مجھکو	ہے تیری جدائی شاق مجھکو
غم سامنے ہر گھڑی ہے موجود	تدبیر تمھین بتاؤ کچھہ زود

خلاصۂ مطلب یہ ہے تم باغ جہان مین بشرکت ہمارے پہلو اور بہولو اور ہماری یاد نہ بہولو۔ اور واللہ جان عالم مجھے زمین باد مین مثل مچھلی کے بے چین سمجھو اور مجھہ مشتاق دیدار کی یاد کو فرض عین سمجھو۔ زیادہ سوائے شوق و نیاز کے کیا لکھے فقط

مودتنامۂ دوم

شیر بیشۂ تعشق۔ دلبر معرکۂ تملق۔ عاشق صادق۔ یار موافق۔ سرشار رحیق اخلاص دلدار محبت و اختصاص۔ محرم راز نہان جان عالم و عالمیان۔ ہمیشہ باغ سلطنت مین سیراب۔ اور چمن خلافت مین شاداب رہو۔ اور ہمارا حال سنو جان عالم

تمہاری مفارقت کے صدمات اور اپنی قسمت کے صعوبات کہان تک لکھون
کہ اوسکے اظہار مین زبان خامہ کی قلم ہے اور سینہ کاغذ کا اوٹھانے بار مضمون
ملال مشحون سے پر رنج والم ہے۔ راتون کو تمہارے تصور سے باتین ہین
اور دن کو تمہاری ہی جستجو کی گھاتین ہین جان عالم سترہوین تاریخ شعبان
کو معرفت داروغہ میر واجد علی کے ایکہزار آٹھ سو روپیہ ہمین ملے اور اونہین اپنے
قبض و تصرف مین لائے اطلاعاً لکھا۔ اب دعا رات دن یہی ہے کہ اسی
طرح نقد مراد فضل خدا سے پاؤن اور تمہین اپنے گلے سے لگاؤن یہی مراد
ہے اور بس و مابقی ہوس۔ زیادہ شوق۔

مودت نامۂ سوم

گوہر یکتائے صدف جہانداری۔ جوہر شمشیر شہریاری۔ رنگ افزائے بہار حسن
و جوانی۔ نگہت پیرائے گلستان دل ستانی۔ باعث امن و امان محبوبان
جان عالم ظل یزدان۔ شاہد حیات تمہارا سریر دوام پر جلوہ گر۔ و عروس
حصول مدعا حجلۂ نشاط مین زیب گستر رہے اور ہمارا حال معلوم ہووے۔
فراق تمہارا بہت شاق ہے اور دل ہمارا مخزن اشتیاق ہے۔ آنکھین دل
کے تصور جمال سے شاد ہین اور چشم ظاہری بے دیدار پر انوار برباد ہین۔ ایسے
شوہر عالی گوہر فلک محبت کے اختر۔ ماہرویون کے افسر جبکے تم ہوئے

اوسکے رتبے ماہ زہرہ سے بڑے ہے۔ مین بھی تمھارے وصل سے جب شاد تھی بشتری سے مرتبے مین زیادہ تھی۔ اب خداے تعالی تمھین جلد لائے میری مراد دلی برائے۔ تمھین اپنی آنکھون سے دیکھون۔ اور معانقے سے بہرہ ور ہون۔ اوسوقت دل و دیدے کو تسکین ہو شعر

تمھین یہان جولاوے خدا با مراد		تو مین شاد ہون اور مرادل ہو شاد

جان عالم تمنے جو ہمین اپنی محبت سے اٹھارہ سو روپیہ بھیجے ہین جب ہی وہ ہمین معرفت میر واجد علی کے ملے ہین اور قبض و تصرف مین لائے ہین۔ رسید اونکی ہمنے لکھ بھیجی ہے خاطر جمع رہے زیادہ کیا لکھا جاوے۔

مودت نامۂ چہارم

یوسف جہان و ثانی سلیمان۔ تاخداے کشتی حسینان۔ شاہ ہندوستان اختر اعظم جان عالم زاد اللہ حسنہ وملکہ۔ بعد از شوق پر ذوق دیدار فرحت آثار کے معلوم ہو۔ تاریخ سترہوین شہر شعبان کو خط مسرت نمط تجھ عیسی جان بخش کا پہونچا۔ گویا مریض محبت کو نسخۂ شفا پونہچا۔ بمجرد دیکھنے کے دل و روح کو توانائی ہوئی پڑہنے سے سودائی ہوئی سنو اے جان جان تم جو بدر عالم کو جانعالم کی دولھن لکھتے ہو۔ جواب بدر عالم ای خورشید تابان جس روز سے تم برج حمل کو گئے مین بدر سے ہلال غمگین کمال ہوئی جو دولھن کہتے ہو حق تعالے

وہ دن لائے کہ دولہہ مع برات آئے۔عروس شب گھونگھٹ فراق کو ہٹا کر مصحفِ رخسار دکھائے۔شربتِ وصل پلائے۔جب دُلہن کہنا۔اب تو بلاکشیدہ ستم رسیدہ کہنا چاہیے۔شہنشاہ منزل کی جو برخاستون کو پوچھتے ہو۔بس یہ تمنے آبلہ ہائے جگر پر نشتر لگا کر زخم پر نمک چھڑکایا۔آتش مین روغن دیا ہائے کیا غضب کیا

شعر

تونے ہمین بے گناہ مارا	بے ساختہ دل ہی پکارا

اونہین شب وصل نے تو یہ روز وصال دکہایا۔ ہر وقت یاد مین رولایا۔ تمہاری اوس چیز کے مزے نے تو زمانے کی لذتون کو بہلا دیا۔شعر

کبھی کہتی ہون لیکے ہاتھ مین ہاتھ | ہائے کیا تمنے کی ہمارے ساتھ

اے جان عالم بانیِ عشق اظلم۔ اگر حالِ فراق لکھون تو ورقِ جہان سیاہ ہو اوسپر بھی بیان شب و روز دل پُرسوز ناتمام رہے۔جان عالم روپیون کے باب مین جو لکھا وہ ہمنے پڑہا۔پہلے جو خط بہیجا تھا اوسمین سات سو لکھے تھے وہ ہمین ملے تہے۔اب کے خط مین ایک ہزار آٹھ سو لکھے تھے۔وصول پائے۔تمہاری عنایت سے سرفراز ہوئی۔ہم چشمون مین ممتاز ہوئی شب و روز یہی دعا ہے کہ ایزد ذوالجلال باقبال پہر تمہین دکہائے۔ہمسے ملائے زیادہ بجز تمنائے دیدار کیا لکھون فقط

فصل پنجم در شہر رمضان المبارک ۱۲۷۵ہجری

مودتنامۂ اول

تجلی دہِ مہر انور۔ ضیا بخشِ قمر۔ نور افزاے بدر۔ شہنشاہِ عالی قدر۔ پادشاہِ بحر و بر رشکِ سروِ صنوبر سلطان عالم بلکہ جان عالم دام سلطنتہ و محبتہ۔ بعد اشتیاقِ وصلِ بلافصل جانِ جہان کہ بے پایان ہے۔ اسے امیر اپنے حال کی یہ داستان ہے۔ زبان قلم سے بیان ہے کہ مکتوبِ بہجت اسلوب بعبارتِ مختصر و مرغوب مورخۂ نیمۂ شعبان سترہوین رمضان المبارک کو آیا اپنی غزل فرستادہ کی رسید کا پتا پایا۔ یہ غمزدہ اوسے دیکھکر نہایت شاد اور قیدِ انتظار سے آزاد ہوئی۔ اِس یادآوری پر لاکھون دعائین جان عالم کو دین اور وفورِ الفت مین تصور سے اپنے پیارے سلطان عالم کی بلائین لین۔ لیکن مضمون خط کو پڑھ کر پھر قیدِ غم مین گرفتار ہوئی۔ اور رفع سلسلۂ الم مین سراپا ناچار رہی۔ یہ اسیر محبت اور قیدی الفت اِس سزا کی سزاوار نہین قابل اِس بارگران اٹھانے کے یہ جسم زار نہین۔ للہ تغافل شعاری کو کام نہ فرمائے گا۔ بدر کو داغ الم دیکر ہلال نہ بنائے گا۔ اسے اخترِ تابانِ فلک حسن و جمال واے مہرِ درخشانِ سماے اوجِ کمال۔ تم سے کمال مہربانی کی بدر امیدوار

ہے۔ کیونکہ ناچیز اور ذرہ بے مقدار ہے۔ فقط مکان کا پتہ نہ لکھنے کی گنہگار ہے۔ اگر حکم ہو تو جس مکان مین کھو رہا کرون۔ پتا تو کیا ہمراہ اشتیاق نامہ کے نقشہ مکان لکھوا کر بھیجدیا کرون۔ اے سکندر شان۔ اِس حیرتی رخِ تابان کا مکان کہان۔ کہ دراصل چندروز سے بشکل آئینہ خانہ بدوش حیران و پریشان ہے۔ ایک عالم سے روپوش۔ صرف جوش و خروش۔ سابق ازین مفتی گنج مین سکونت تھی اور مفارقتِ جان عالم سے دل کو حیرت تھی۔ بالفعل گولہ گنج مین قرب مکان داروغہ میر واجد علی یہ دور افتادہ مقیم ہے۔ اور خنجر دوری جان عالم سے دل دو نیم ہے۔ اِس نشان وہی مکان پر بھی یاھدنا الصراط المستقیم کہ دل در مقام امید و بیم ہے۔ کہ اِس مجرمِ الفت کا گنہ معاف ہوا آئینہ ضمیر منیر اس حیرتی کار کی طرف سے اِس صورت مین صاف ہوا۔ یا اِس ذرہ بیمقدار کی طرف سے پھر کچھ کدورت باقی ہے۔ لو صاحب اب تو مکان کا پتہ بتایا نشان مکان پایا۔ اب خدا کے واسطے عنایت نامہ کے بھیجنے مین درنگی کو کام نفرمانا۔ للہ بصورتِ ناسور چشم منتظرہ کو خون نہ رولانا۔ زیادہ بجز تمنائے وصل کیا لکھا جائے اللہ تعالیٰ جان عالم کی چاند سی شکل بدر کو پھر دکھلائے۔ آمین۔ الٰہی زمانہ تا بماہی زرنگین شاہی باد۔ المرقوم ۱۹۔ رمضان ۱۲۷۵ہجری

فصل ششم در شوال المکرم

مودت نامۂ اوّل

اے شہِ خوبان سرتاجِ عاشقان - اے جانِ جان - یوسفِ زمان - بلبلِ چمنستان
طوطیٔ شیرین زبان اخترِ اعظم سلطان عالم - فرد

پونہچی نہ تیرے حسن کو زنہار ماہ و مشتری
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری

خط حیرت نمط - رقم دیدۂ نم سے ترکرتی ہون - حال فراق و گردشِ آفاق یہ ستم سیدہ آفت کشیدہ زبان سے کیا بیان کرے - تم لکھتے ہو ہمین تم سے محبت ہے - ہم کہتے ہین کیا ہمسے سوا الفت ہے - تم کو کیا معلوم کہ ہمارے واسطے کیا کرتی ہے کیونکر زندگی کے دن بسر کرتی ہے - سنو جانی تم معشوق ہو ہم عاشق ہین - اور تو کوئی نشانی تمہاری نہین رکھتی مگر خط تمہارے ہاتھ کے ہردم سینۂ غم کے خزینہ پر رہتے ہین - کبھی آنکھون پر رکھہ کر روتی ہون - اشکون سے بھگولیتی ہون - تیرے بغیر جینا بیکار ہے - لب پر یہی ہر بار ہے - جان عالم تمہاری راہ دیکھتے دیکھتے آنکھون کا برا حال ہوا - جان کو جامۂ تن وبال ہوا - آگے دیکھین کیا تقدیر دکھاتی ہے جان عالم نہ تم آتے ہو نہ مجھکو بلا لیتے ہو - آپ رنج کرتے ہو - ہمین آٹھ آٹھ آنسو رلاتے ہو - میرے اچھے اچھے جان عالم - پیارے پیارے جان عالم تیرے صدقے صدقے اپنے پاس بلالے نہین تو جب ہم تم پر نثار ہو جائینگے

تب ہماری بات کو سچ جانو گے۔ یہ کیا جو بہت دنون سے تمنے خط نہ بھیجا۔ معلوم ہوتا ہے ہمین بھول گئے اور دن کی یاد ہین۔ ہان سچ ہے معشوق بے وفا ہوتے ہین عاشق باوفا ہوتے ہین۔ شعر

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	دلِ ستمزدہ کو ہمنے تھام تھام لیا

کیا کہین کسطرح سے حیاتِ مستعار کو بدشواری کاٹتے ہین۔ فلک کجرفتار و زمانۂ ناہنجار کبتک ہمارے تمہارے درمیان سنگِ جدائی ایام نا فرجام پھینکتا ہے اور امتحان جبر دیکھتا ہے۔ شعر

تمہارے عشق مین دیکھین کبھی راحت بھی ملتی ہے
مصیبت خوب جھیلی ہے بڑی ایذا اوٹھائی ہے

اب ہر وقت اپنے بخت سے اور ایام سخت سے گلا کرتے ہین کہ اے شبِ فراق تمہاری بھی سحر ہے۔ اے روزِ اشتیاق تیری بھی شام وصل ہے یا نہین

شعر

اے فلک جائے رحم ہے اب تو	گردشِ نحس سے چھڑا ہم کو

اے جان عالم اب یہ حال ہے شعر

مشتاق ہے دل کمال تیرا	ہے خواب مین بھی خیال تیرا
یون ہجر مین زندگی سے ہون سیر	پروانے کو جیسے دن کو اندھیر

شعر

سینہ مین جگر نہین سنبہلتا	ہاتھون سے ہے کوئی دل کو ملتا
ہردم سے ہے جگر کا داغ روشن	قندیل مین ہے چراغ روشن
سوزان ہون مگر دہوان نہین ہے	گویا منہ مین زبان نہین ہے

ایسا جینا کسے ہے منظور
مرتی ہین تمہاری جان سے دور

اے قلم حالِ دل تو بہت طول وطویل ہے ایسا نہو کہ پڑہنے والا اِس سے بہی گھبرائے۔ بس کرکجا بیان تا بکجا۔

مودت نامۂ دوم

یوسف جمال۔ خلیل نوال۔ جانِ جہان عیسیٰ زمان سلطان عالم وعالمیان سلامت وبا اقبال رہو۔ ہمکنارِ شاہدِ اجلال رہو بعد ہزاران ہزار اِشتیاقِ وصال کے کہ مدت سے خواب وخیال سے ہے معلوم ہو۔ صدمۂ ہجر کیا بیان کرین۔ قصۂ طولانی کو کہان تک لکہین ہر روز نیا غم نئی تکلیف ہے۔ تمہارے فراق سے حال ضعیف ہے۔ آنکہین متلاشی دیدار ہین جان عالم ہم بہت بیقرار ہین شعر

جاناترا اے بتِ گل اندام	دل سے مرے لے گیا ہے آرام
ہرشب سوئے در مری نظر ہے	محشر ترے غم سے ہر سحر ہے

لیکن احصال وصال تو منحصر بر وقت ہے۔ لاجرم کچہہ مختصر لکہا جاتا ہے کہ

گلدستہ بہارستان مروت اعنی نامہ محبت شمامہ تمہارا متضمن شکایت فقرہ کرنے آشوب چشم اور آنا ڈاکٹر کا اور اہتمام محلات بابت تولد صبیہ کے ہمارے پاس آیا آنکھون سے لگایا۔ خاطر مہجورہ کو گونہ تسلی ہوئی غنچۂ افسردہ دل نے تازگی پائی

شعر

کیا تھا جو رحم تو نے وہ اے گل	ہوا جون سرمہ زیب چشم بلبل

سنو صاحب کوئی تمہاری محبت مین مرے یا جیے تمہین اپنی طعنہ زنی سے کام ہے۔ یہ بھی خوبی ہمارے ایام کی ہے اسکو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ وہی دانا و بینا ہے کہ جیسی ہم تمسے محبت کرتے ہین

شعر

جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین	ہاتھ جینے سے سرِ دست اوٹھا بیٹھے ہین

اور لڑکی ہونے کا حال تو تم جان چکے ہو۔ محلات و بیگمات سے بجلف بخوبی اطمینان کر چکے ہو۔ پھر کیا سبب کہ جھوٹی بات کو ہمارے منہ پر کہتے ہو۔ بقول شخصے دروغ گویم بر روے تو۔ معلوم ہوا کہ ہماری جان کے پیچھے پڑے ہو۔ ہم تو مارے شرم کے مرے جاتے ہین مگر تم غیرت کو کچھ کام نہین فرماتے۔ اور یہ جو تمنے لکھا کہ ابتدا مین بھی تم ہمارے پاس کم آتی تھین۔ اور جب آتی تھین فوراً چلی جاتی تھین۔ افسوس ہزار افسوس۔ ایسے فہمیدہ اور عاشق تن ہو کر تمنے ہمارے درد کو آج تک نجانا۔ اِس رازِ دلی کو نہ پہچانا جانِ عالم جب ہمارا دل تمہاری محبت مین گھبراتا تھا بغیر دیکھے چین نہین آتا تھا۔ بے تاب ہو کر تمہارے

دیکھنے کو آتی تھی - اور جس وقت جلسہ معشوقون کا تمہارے پاس پاتی تھی جل بھنکر
خاک ہوجاتی تھی - عاشق ہین مگر جلے تن ہین - اُن عاشقون مین نہین ہین کہ
ہمارے سامنے تم اورون کی مچھیان لو اور گلوریان دو - ہمین جلاؤ - کیا کرین
ہمین تو برداشت غیر کے سایہ دیکھنے کی بھی نہین - دیکھکر چلی آتی تھی - ہماری
بہن صاحب ہمکو دہمکا کر باز رکھتی تہین - نہین تو ہم اوسی زمانہ مین تم سے لڑتے
اور اپنی جان دیتے - جو تمنے مندرج اشتیاق نامہ کیا کہ ہماری محبت دل سے
ہے یا کہ نہین - اسکا حال مثال آئینہ ہے - یہ تو تمہین کچھ خوب جانتے ہوگے -
اپنے دل سے پوچھو کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اور یہ بات طرفین سے یکسان
ہوتی ہے کچھ حاجت بیان نہین - جیسا تمنے لکھا کہ پدر عالم ہمکو بہت چاہتی ہین
بخدا ہم بھی جانتے ہین کہ جان عالم ہمسے زیادہ کسیکو پیار نہین کرتے اور قسم ہے
بخون جناب سید الشہدا علیہ السلام اور قسم ہے حضرت کے سر مبارک کی کہ
ہماری محبت تو ابتک دل سے ہے - البتہ تم جب سے کلکتہ گئے طبیعت اور
ہوگئی - وہ محبت نرہی - یاد کرو تمنے جھوٹی بات پر ہماری تنخواہ بند کی - مگر دودھ کا
دودھ پانی کا پانی - جب خوب چھانا کچھ نپایا - اور اگر ہمکو تمہاری محبت نہوتی پھر کیون
تمہارے نام پر بیٹھی رہتی - صدمۂ مفارقت کا ہمکو سہتی - ہان اب تم کو محبت ہماری
کم ہے - اس بات کا نہایت الم ہے - نئی نئی چاہت نئے نئے پیار ہین عشق
لوگون کے بھرے ہوئے ہین - درباریون کا اژدہام ہے - ہمتو کونے مین پڑے

ہین۔ لوگونکے گھرون مین دربار عام ہے۔ جان عالم محبت ہماری ایک دن اثر دکھلائے گی۔ بالا بالا نہ جائیگی۔ اور سنو صاحب اب ہماری چاہت کیا اگر زیادہ اظہار الفت کا کرین۔ لوگ روپیہ کیواسطے جانین۔ عالم محتاجی مین انسان کو ہرطرح کی شرم ہوتی ہے۔ ایسی باتون سے پرہیز مقدم ہے۔ اور اب جو لوگ اپنی چاہت اظہار کرتے ہین اپنے عزیزون کے واسطے تمکو لکھتے ہین۔ ہمنے تو کبھی کسی عزیز کیواسطے نہین لکھا۔ کسی طرح کا تصدیعہ نہین دیا۔ کس واسطے کہ تمکو خود خیال ہے کسیکا حال چھپا نہین۔ مگر جان عالم تمہین میرے سر کی قسم اور میری جان کی قسم۔ از برائے خدا تمکو ہماری محبت دل سے ہے یا نہین اور اِنْشَاءَ اللّٰہ تعَالیٰ جسوقت جان عالم تشریف لائینگے۔ ہماری محبت کا مزا پائینگے۔ خدا وہ دن دکھلائے کہ تمکو پھر ہمسے ملائے وہ جَامِعُ الْمُتَفَرِّقِیْنَ ہے۔ اوسکی ذات سے سب کچھ یقین ہے۔ لازم ہے کہ یاد ہماری اپنے دل سے نہ بھلانا نامہ و پیام محبت انجام سے دل ناشاد کو شاد فرمانا کہ اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَات ہے۔ زیادہ سوائے اشتیاق کے کیا لکھا جاوے

مرقومہ ۱۶۔ شوال ۱۲۷۵ ہجری

فصل ہفتم در شہر ذیقعدہ ۱۲۷۵ ہجری

محبت نامہ اول منظوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے اے خسرو ملک مروت	خدیو کشور خلق و فتوت

معینِ جان زارِ خستہ حالان
عزیزِ خاطرِ یوسف جمالان
درِ یکتائے دریائے فصاحت
گلِ رعنائے گلزارِ بلاغت
سریر آرائے بزمِ تاجدارے
بہار افزائے باغِ شہریارے

الٰہی خسروِ دالا سلامت
ہمارا پوچھنے والا سلامت

پس از شوقِ وصالِ جانِ عالم
بیان کرتی ہون اپنا حالِ پر غم
تپِ فرقت سے یہ بیتاب ہے دل
مثالِ پارۂ سیماب ہے دِل
تیقن ہے نہ ہرگز اب ڈرے گا
یہ سوزِ غم مجھے کشتہ کرے گا
وصالِ جانِ عالم کو بتدبیر
چھپائے گا مثالِ نامِ اکسیر
برنگِ لالہ ہون اب مین حزینہ
پرِ طاؤس ہے داغون سے سینہ
کسی پہلو نہین ہے دل کو آرام
مجھے آٹھون پہر رونے سے ہے کام
لیون پر فرقتِ عیسی سے دم ہے
تصور مین وہی زندانِ غم ہے
نہ خوش آتا ہے کھانا اور نہ پانی
برائے نام ہے اب زندگانی
قضا سے کچھ نہین ہے زور چلتا
نہین دم سخت جانی سے نکلتا
گریبانِ زمین اے کاش ہو چاک
نہان ہون درمیانِ پردۂ چاک
گوارا کرتی ہون ہر دم اجل کو
پکارا کرتی ہون ہر دم اجل کو
بجز غم خورمے ممکن نہین ہے
خوشی کا ہے فقط ہین اکدن نہین ہے

پھنسو مین کیون نہ اس رنج و الم مین ۔ مرا یوسف ہے خود زندان غم مین
خداوندا کبھی پھر وصل ہوگا ۔ مبدّل وصل کیا یہ فصل ہوگا
کبھی دل محوِ زیب و زین ہوگا ۔ کبھی اس جان کو پھر چین ہوگا
کبھی آئین گے یہان سلطان عالم ۔ مین پھر دیکھونگی شکلِ جان عالم
کبھی یہ دور دل کا داغ ہوگا ۔ میسر پھر وہ قیصر باغ ہوگا
کبھی پھر عیش کا سامان ہوگا ۔ کبھی پورا مرا ارمان ہوگا
کبھی نکلے گی میرے دلکی حسرت ۔ خوشی کی پھر کبھی دیکھونگی صورت
ستاتا ہے بہت دردِ جدائی ۔ دوہائی ہے خداوندا دوہائی
ہوا ہے تیرِ غم سے سینہ غربال ۔ فلک نے خاک چھنوائی ہے فی الحال
مین اشہر تھی جہان مین بدرِ عالم ۔ کسوفِ ہجر سے اب ہے یہ عالم
دیا ہے داغِ فرقت دل کو جانکاہ ۔ کیا کامل کو ناقص چرخ نے آہ
زبس کاہیدۂ رنج و الم ہون ۔ ہلالِ یکشبہ سے بھی مین کم ہون
مجھے اس ہجر کے غم نے ہے مارا ۔ فراقِ جان عالم نے ہے مارا
خدارا جی بچالو جان عالم ۔ مین مرتی ہون جلالو جان عالم
بہت اب حال میرا مضمحل ہے ۔ ولیکن خط دوائی دردِ دل ہے
مری جانب بچشمِ رحم دیکھو ۔ کسی کو دس تو مجھکو ایک بھیجو
غمِ فرقت سے صدمہ جان پر ہے ۔ دعا خالق سے یہ شام و سحر ہے

میسر ہو وصالِ جانِ عالم	دکھائے حق جمالِ جانِ عالم
اسی فقرے کے اوپر خاتمہ ہے	کہ خط کی بدر عالم راقمہ ہے

مودت نامہ دوم

اے میرے قدردان - اے میرے مہربان - اے میرے معین و مددگار - اے میرے ہمدم و غمخوار اے میرے یوسف - اے میرے جانی - اے میرے قیدی اے میرے زندانی - اے میرے جان عالم اے میرے سلطان عالم اے میرے اختر پیارے مین صدقے تمہارے - ہمیشہ شاد رہو دائما آباد رہو - خدا تم کو قید سے نجات دے - مجکو آبحیات دے - وہ دن آئے کہ تم یہان آؤ پیاری پیاری صورت مجکو دکھلاؤ - تم کو پاؤن - مرتی ہون جی جاؤن - جب سے یہ غزل آئی - میرے دل مضطر کو کل آئی - سبحان اللہ کیا فصاحت ہے - ماشاءاللہ کیا بلاغت ہے - نظیری تمہارے بے نظیری کا مقر ہے - ظہوری کے اظہار حال سے یہی ظاہر ہے - جامی تمہارے جام بادۂ شاعری سے مدہوش ہے نظامی تمہارے کلام معجز نظام کا حلقہ بگوش ہے - انوری تمہاری روشن بیانی کا قائل ہے - فریدالدین عطار نسخۂ صحت کا تم سے سائل ہے - عرفی شرعاً او رعرفاً تمہارا مدح خوان ہے - خاقانی تم کو خاقان اقلیم سخن جانکر قربان ہے - اہلی اگر دعوی کرے تو سراپا اوسکی نااہلی ہے - صائب اگر قائل نہین تو اسے صائب نہین بلکہ

بڑا جہل ہے۔ حسان بن ثابت پر ثابت اور عیان ہے۔ ہلالی فرط غیرت سے سرگریبان ہے۔ مرزا انس واقف خوب واقف ہے۔ سلیمان ساوجی سلیمان اوج سخن جانکر تمہارا واصف ہے۔ شمس الدین فقیر تمہارے باب ابیات کا گدا ہے۔ کلیم کو کیا کلام ہے بلکہ تمہارے کلام کا طالب سدا ہے۔ فردوسی اور سعدی ہر ایک تمہارے گلستان سخن کا گلچین ہے۔ بیدل بے دل۔ حزین حزین۔ کوئی تمہارا ثانی نہین ہے۔ ہر شب ماہ کامل باین کمال نظم ثریا کو دکھاتا ہے۔ ہر صبح پیر فلک باین کہنہ سالی مطلع آفتاب کو بامید اصلاح لاتا ہے۔ ہر بیت ایک مثنوی۔ ہر شعر ایک دیوان ہے۔ بلکہ مثنوی صدقی دیوان قربان ہے۔ یہ بحر رمل مسدس مقصور مشعث جسمت مین لاجواب ہے۔ ہر مضمون اس بحر مین گوہر نایاب ہے۔ ہر مطلع تکرار لفظ بدر عالم نے قند مکرر کا مزہ دیا۔ فصاحت کا دریا بہا دیا۔ شیرینی سخن کا یہ حال ہے۔ شکر یا قند مقابل ہو کیا مجال ہے۔ اصل حقیقت یون ہے کہ جو اس شہد کلام کا مزا نہین پاتا ہے مگس کی مانند ہاتھ ملکر رہ جاتا ہے۔ تم وہ شیرین کلام والا صفات ہو کہ تمہارے سامنے یوسف مصری سے بھی نبات ہو۔ صدقے اس زبان کے۔ قربان اس بیان کے چودہ شعر کا شمار از روے حساب ہے۔ ماہ شب چہاردہم کی آب و تاب ہے۔ اختر اوج شاعری نے بھجوائی۔ بدر عالم نے پائی۔ ناقص تھی کامل ہوئی۔ ماہ دو ہفتہ کی چمک حاصل ہوئی کیا مہربانی ہے کیا قدر دانی ہے۔ کیون جان عالم مین اور زوجہ سلطان عالم۔ خدا کی قدرت ہے۔ تمہاری عنایت ہے۔ ذرے

کو آفتاب کیا- بدر عالم کا خطاب دیکر آسمان پر چڑہا دیا- اب مین اِس غزل کو حرز جان بناؤن گی-جب شدت فراق سے جی گھبرائے گا تو اِسی سے دل کو بہلاؤن گی اِس مہجورہ کو جو خط لکھا کیجئے اوسمین دو چار شعر اپنی تصنیف کے انشا کیا کیجئے- یہ دولت روپیہ پیسے سے علاوہ ہے- دل فراق زدہ کا بہلاوہ ہے- یہی تمنائے دلِ زار ہے- اِسی خط پر کیا اختصار ہے- ذوالفقار الدولہ بہادر کو دعا پہونچے مرقومۂ یازدہم شہر ذیقعدہ یوم دوشنبہ ۱۲۷۵ ہجری

مودت نامۂ سوم

معدنِ الفت مسیحائے زمان	جانِ عالم جانِ عالم جانِ جان
تا صدوسی سال تم قائم رہو	شیر حق حامی رہین اور مہربان
داستانِ شوق کیا کیجے رقم	مختصر بہی ہو نہین سکتے بیان
ہے تپِ فرقت سے بہڑکی دلمین آگ	آہ کا سینہ سے اوٹھتا ہے دہوان
بے ترے ہے بزم مجھکو قتل گاہ	تیغ ہے ضوء مہ کی خنجر کہکشان
جز تمہارے عارضِ پر نور کے	دو قمر یکجا نہین دیکھے عیان
دل ہو نظارہ کی دولت سے غنی	جلد دکھلاوے وہ روئے زرفشان
لب سے لب بہر خدا دیجے ملا	آبحیوان ہے مجھے آب دہان
بوسۂ لب سے مجھے ہو گی حصول	لذتِ قندِ مکرر بے گمان

تیری الفت پر تصدق ہے یہ دل
تجھسا عالم مین نہین ہے قدردان

بن تیرے گہر کاٹے کہاتا ہے مجھے
آہ اے آرامِ دل تو ہے کہان

دو گھڑی دل تجھسے بہلاتے ہین ہم
او خیالِ یار جاتا ہے کہان

صدمۂ ہجران کہانتک دل سہے
دردِ فرقت سے ہے یارب الامان

یادِ کاکل مین پریشان تہا یہ دل
ہشتمِ ذیقعدہ کو بس ناگہان

نامۂ نامی وہ نظمِ بے مثال
جس کے مضمون سے محبت تھی عیان

واہ کیا نظمِ مسلسل تھی لکھی
جانِ عالم تم تو ہو معجز بیان

نیک ساعت مین ہوا ہمکو وصول
آگئی گویا تنِ بیجان مین جان

بس کہ مضمون تہے رقم شوق سے
ہوگیا چاہت کا اُس سے امتحان

جوش تھا یہ وحشتِ دل کا کہ بس
خط کے آنے سے ہوئی تسکین عیان

ہے خیالِ یار گو پیشِ نظر
شوق کہتا ہے کہ تو خود چل وہان

کس قدر دشوار ہے آزارِ ہجر
قرض کا بھی سر پہ ہے بارِ گران

تین ہزار اور ایک سو کی قرضدار
ہوگئی ہون اندنون ای جانِ جان

اطلاعاً کردیا افشائے حال
ورنہ تھا یہ راز سینے مین نہان

وسوسہ تہا بارِ خاطر ہو نہ جائے
ہو طلب کا طبعِ اقدس کو گمان

ہمتو ہین بس طالبِ وصلِ صنم
بارِ فرقت ابتو ہے دل پر گران

یاالٰہی وصلِ اختر ہو نصیب
ہو پذیرا اب دعائے عاشقان

ہو کہین یوسف کو زندان سے نجات ‏ ‏ آرزومندون کا دل ہو شادمان

بدرِ عالم سے منہو نا بے خبر
اے مرے اختر مرے بختِ جوان

زیادہ سواے اشتیاق کے کیا لکھین فقط مرقومہ ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۵ ہجری

مودت نامہ چہارم منظوم

اے سرورِ ایاغِ مراد ‏ ‏ آب بخشِ نہالِ باغِ مراد

افسرِ افسرانِ کشورِ حسن ‏ ‏ خسروِ خسروانِ کشورِ حسن

نکہت افزائے گیسوئے قدرت ‏ ‏ جوہرِ تیغِ ابروے قدرت

مایۂ ابرِ رحمتِ باری ‏ ‏ گوہرِ بحرِ صنعتِ باری

نیرِ آرزو منور باد ‏ ‏ ظلِ الطاف سایہ گستر باد

بعدِ اظہارِ شوقِ بوس و کنار ‏ ‏ شرح کرتی ہون حالتِ دلِ زار

لاکھ مین آپ کو سنبھالتی ہون ‏ ‏ ہر طرح دردِ ہجر پالتی ہون

خودبخود دم مگر نکلتا ہے ‏ ‏ دل کو جیسے کوئی سلتا ہے

سوزِ غم سے ہوا ہے دل تفتہ ‏ ‏ رفتہ رفتہ ہوئی ز خود رفتہ

گاہ اٹھتی ہون گاہ گرتی ہون ‏ ‏ چاہ مین بادلی سے پھرتی ہون

ہائے تقدیر کا پڑا یہ بجوگ ‏ ‏ جان کو لگ گیا کہان کا روگ

اب مین سبھی پیام موت کا ہے — ہجر بھی ایک نام موت کا ہے
روح ملکِ عدم کو جاتی ہے — اب تو رک رک کے سانس آتی ہے
قید کا حال سن کے جان جہان — روح کو ہوگیا ہے تن زندان
دیکھئے کب تلک رہے یہ حال — زندگی اب تو ہو گئی ہے وبال
لالۂ باغ مین تو چار ہین داغ — ایک دل مین مرے ہزار ہین داغ
دن گذر کر جو شام ہوتی ہے — ایک منزل تمام ہوتی ہے
گلشنِ آرزو اجڑتا ہے — دل مین ایک تازہ داغ پڑتا ہے
تخم سر دست جو کہ ہے پونہچا — اونگلیون پر نہو شمار اوس کا
کشورِ دل خراب ہے پیارے — رنج اب بے حساب ہے پیارے
گر گنون داغ ہائے سینۂ زار — تا بروزِ حساب ہو نہ شمار
مدتون سے مدام رونا ہے — صبح رونا ہے شام رونا ہے
اب یہ چوتھا برس ہوا ہے شروع — نیرِ وصل نے کیا نہ طلوع
کھل گیا جب ہوئی تھی مین پیدا — روہنے کا نچھتر ہووے گا
حد سے افزون ہین اب ملال مرے — کبریا سے ہین دو سوال مرے
حال مجمل جو ہے مفصل ہو — قصۂ وصل و ہجر فیصل ہو
ایک دو مین سے حال ہو جائے — وصل ہو یا وصال ہو جائے
تم سے یہ التجا ہے جان جہان — کوئی صورت تو زیست کی ہو عیان

واقعی کم ملال ہوتا ہے — خط بھی نصف الوصال ہوتا ہے
جان عالم پئے رحیم و رؤف — آمد و شد نہ خط کی ہو موقوف
ہجر سے جان دردناک ہے اب — زندگی بر سبیل ڈاک ہے اب
ایک تو ہجر نے کیا مردہ — دوسرے قرض سے ہون افسردہ
اب ہین تاخیر سے مہاجن دنگ — میر واجد علی کو کرتے ہین تنگ
پونچے قرض کا اگرچہ شمار — سب روپے ایک سو اور تین ہزار
یہ تو آگے کے قرض کا ہے شمار — قرضۂ حال بھی ہے ایک ہزار
بیٹھکر جب شمار ہووین گے — خیر کچھ کم ہزار ہووین گے
یہ زر قرض جلد اگر بھجواؤ — جان عالم عذاب سے چھوڑواؤ
عاشقہ کو نہ نقد زر دو تم — ذمہ واجد علی سے کر لو تم
مجھکو آیندہ کی نہین پروا — تم سلامت رہو کمی ہے کیا
درد دل جس قدر لکھون کم ہے — راقمہ خط کی پدر عالم ہے

فصل ہشتم در شہر ذیحجہ ۱۲۷۵ہجری

مودتنامہ اوّل

ممدوح جہان - موصوفِ زمان - کاملِ روزگار - باذلِ نامدار - قدردانِ راقمہ

مہربانِ خادمہ۔ انیسِ عاشقہ۔ جلیس شائقہ۔ وارث ملکیت مہجورہ۔ موجدِ عنایت موفورہ۔ مربع نشین صدرِ عالم نورافزاے بدرِ عالم۔ ماہر رازِ پنہانی۔ اختر جانی زاد اللہ محبتہ بعون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہ بیوم خامس شہر ذیحجہ ۱۲۷۵ھ مژدۂ صحتِ مزاج عیسیٰ امراضِ لاعلا۔ نامۂ اعلا صحیفۂ والا آیا۔ اعجاز مسیحائی دکھلایا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ مثنوی مرسلہ مہجورہ پنجم شہر ذیقعدہ یوم سہ شنبہ ۱۲۷۵ھ قدسی نبوی پسند طبع مبارک ہوئی۔ اب مشیر شہ ہند کی دونی آبرو اور چوگنی چمک ہوئی۔ دولتِ تلمذ سے سرفراز ہوا۔ شاعرون مین ممتاز ہوا۔ مین تو اسکا شکر کرتی ہون۔ اِس عنایتِ سلطان عالم پر مرتی ہون کہ مشیر شہ ہند نے یہ تو جانا کہ بدرِ عالم کا خط لکھکر ماہ کامل ہوا۔ کسواسطے کہ اوجِ اقتدار خطاب مشیر شہ ہند مگر حاصل ہوا جان عالم یہ تو تمنے وہ سامان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کیا۔ مشیر نے عہد کیا تہا کہ خدانخواستہ اگر حضرت نے انکار کیا تو نہ اب سلام کہونگا نہ مرثیہ۔ تمنے عرض اوسکی قبول کی۔ خاطر آئمہ مقبول کی سبحان اللہ کیونکر التجاے مداحِ آلِ نبی نہ قبول ہو۔ تم کیسے عاشقِ خاندانِ آلِ رسول ہو۔ آمدم برسرِ مطلب۔ ایک جوڑ جہانگیری مرصع الماس فرحت اساس کی آمدکا مژدہ پایا۔ بن دیکھے بے پہنے دل نے مزہ اوٹھایا۔ الحق سوا تمہارے کون ہے جو اِس از خود فراموش کو یاد کرے اور ایسے ایسے تحائف بہیجکر پھر اِس اُجڑی ہوئی بستی کو آباد کرے۔ واللہ ایک جہانگیری پر کیا ہے۔ مینے کل زیور و اسباب قدیمی سے

صبر کیا - باغیون اور ظالمون کی کٹی لگا دیا - تمہاری سلامتی کی دعا لیل و نہار ہے
یہی اب زیور ہے - یہی سنگار ہے - خدا تم جہانگیر ثانی کو آباد رکھے - خرم و شاد
رکھے - ہر چند کہ اس مہجورہ کے پاس نہین اب کچھ ہے - مگر تم سلامت رہو تو
سب کچھ ہے - اور تمنے جو لکھا ہے کہ صندلی کلائیون مین کھراوٹ انکی مبارک
ہو - شاخ گلاب مین سجاوٹ کی چمک ہو - سنو **جان عالم** بغیر تمہارے ان
صندلی کلائیون مین جہانگیر یون کا یہ نقشا ہے - گویا شاخ نخل صندل مین مار پیچان
لپٹا ہے - اندنون خلشِ خارِ الم نے اس شاخ گلاب کو پژمردہ کیا ہے - طائر دل کو
مانند عندلیب نالان کے افسردہ کیا ہے - آج کل روپے کا بڑا توڑا تھا - نہ بہت
تھا نہ تھوڑا تھا - تمنے ہزار روپے بھجوائے - سنا تو ہے کہ آئے - مگر مینے ابھی نہین
پائے - جسوقت پاؤنگی رسید بھجواؤنگی - خداوند تعالیٰ اب تم کو جلد لائے اور
جلوۂ جمال جہان آرا ہمکو دکھلائے - واللہ اب تاب مفارقت نہین ہے - ضبط
کی طاقت نہین ہے - زیادہ اشتیاق فقط ذو الفقار الدولہ بہادر کو دعا پہونچے -

مرقوم نہم ذیحجہ ۱۲۷۵ سنہ ہجری

مودت نامۂ دوم

مصدرِ جاہ و حشم - مرکزِ خلق و کرم - معدنِ فیض و عطا - مخزنِ جود و سخا - عارف
حقیقتِ حال - دافع رنج و ملال نیر اوج مہربانی - ماہِ سپہر قدردانی - صاحبِ عالم

دالئ بدر عالم دام اللہ محبتہ۔ الحمد للہ والمنہ کہ بتائید ایمہ ہدا علیہم التحیتہ والثنا یازدہم
شہر ذیحجہ کو مژدۂ رہائی سلطان عالم پایا۔ خدا نے یہ دن دکھلایا۔ واللہ خوشی
لا انتہا ہوئی۔ خدا کے قربان گیارہوین کو عید الضحیٰ ہوئی۔ چنانچہ بعد ادائے نذر
و نیاز چلنے کی طیاری کی۔ فوراً فکر سواری کی۔ ناگاہ سُننے مین آیا کہ حضرت نے
منع فرمایا۔ کوئی محلون مین سے یہان نہ آئے۔ ہم خود آتے ہین اور اپنا جلوۂ
جمال جہان آراد کھلاتے ہین۔ یہ مجبورہ ڈری کہ ایسا نہو تم آزردہ ہو۔ غنچۂ آرزو میرا
پژمردہ ہو لہذا رُک گئی۔ گردنِ تشویش جھک گئی۔ الٰہی کیا کرون کیا نکرون۔ وہان
جاؤن یا یہان رہون۔ مترصد ہون کہ اگر تم آتے ہو آؤ۔ وگرنہ اِس مفتونہ کو جلد
بلواؤ۔ خدا شاہد مصمم قصد میرا ہے۔ بگھی کا کرایہ بھی ابتلک نہین پھیرا ہے۔ آمادہ
و طیار ہون۔ آب و دانہ سے ناچار ہون۔ بس اب صبر کا یارا نہین ہے۔ فرقت
گوارا نہین ہے۔ شعر

غمِ صیاد و فکرِ باغبان ہے	دو عملی مین ہمارا آشیان ہے

زیادہ اشتیاق۔ المرقوم بستم شہر ذیحجہ ۱۲۷۵ سنہ ہجری۔ ذوالفقار الدولہ بہادر کو
بعد مبارکباد کے دعا۔

قطعۂ تاریخ

شکرِ ایزد خلق کی حاجت روائی ہو گئی	بادشاہِ ہند کی مشکل کشائی ہو گئی
قیدِ غم سے ہو گیا آزاد فوراً اے مشیر	جب خبر آئی کہ سلطان کی رہائی ہو گئی
	۱۲۷۵ سنہ ہجری

مودت نامہ سوم

سلسلۂ بندِ سرشتہ محبت۔ یوسفِ مصرِ مودت۔ تاج بخشِ سلاطینِ اقالیمِ رعنائی
شہنشاہِ شاہانِ ممالکِ زیبائی۔ ممدوحِ جہان موصوفِ زمان اختر عز و حشم
ہمارے سلطان عالم زاد اللہ محبتہ۔ بعد ہزاران ہزار اشتیاق۔ و دعاے
دفعِ دردِ فراق میرے اختر جیناً پر واضح ہو کہ حسب سرشتۂ قدیم زنجیر ہاے
منتی ایک طلائی اور ایک نقرئی۔ اِس پابندِ سلسلۂ تعشق نے بھجوائی ہین
اپنے پیارے جانی کی سلامتیان منائی ہین۔ جان عالم تمکو میرے سر
کی قسم برفور پونہچنے کے اِن زنجیرون کو گلے مین ڈال لیجیے گا۔ اس مفتونہ دور
افتادہ کو شاد کیجیے گا۔ کسواسطے کہ دور ہون۔ اِس سے مجبور ہون۔ اگر پاس
ہوتی جسطرح تم پہنتے پہناتی۔ ارمان دل کا نکالتی۔ مزا اوٹھاتی سلطان عالم
تم خوب جانتے ہو کہ دور اُفتادہ دل شکستہ ہوتے ہین۔ ہر راہ سے دست و
پابستہ ہوتے ہین۔ بجز لکھنے کے کیا چارہ ہے۔ پہننے نہ پہننے مین کیا اجارہ
ہے۔ سلطان عالم ایسا نہ کیجیے گا کہ یہ مہجورہ اس غم مین رووے۔ خدانخواستہ
تم یہ زنجیرین نہ پہنو۔ یہ سنکر جان کو کھووے۔ خدا مجھکو اور تم کو حسین پیارے کے
غم مین رولائے۔ جس کے بدلے سال بھر ہنسائے۔ حسب معمول ضرور بالضرور
پہنئے گا۔ ہر چند کہ ایام غم ہین مگر ان کو با صد سرور پہنئے گا۔ کسواسطے کہ یہ زنجیر منت

ہے سلسلہ راحت ہے۔ خدا وہ دن لائے کہ تم کو دکھلائے۔ اسیرانِ کربلا کے تصدق سے دل کا مدعا پاؤن۔ اگلے سال یہ زنجیر اپنے ہاتھ سے پہناؤن۔ زیادہ اشتیاق۔ ذوالفقار الدولہ بہادر کو دعا پہونچے۔ المرقوم ۲۹ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ

باب سوم در ۱۲۷۶ھ

فصل اول در محرم

مودت نامہ اول

ہمارے قدردان سلطان عالم
سلیمانِ زمان سلطان عالم

سپہرِ مہر و الفت کے ستارے
تمہین ہو اخترِ طالع ہمارے

مرے مالک مرے سلطان غازی
مرے وارث خداوندِ مجازی

مہِ تابندہ ظلِ الٰہی
منور با دمہرِ پادشاہی

تمہارا خط جو مثلِ وحی آیا
تو مجورہ نے آنکھون سے لگایا

مرے دل کو سرورِ تازہ بخشا
مری آنکھون کو نورِ تازہ بخشا

مجھے شانِ مسیحائی دکھائی
کہ کھویا دم مین سب دردِ جدائی

دلم گفتا کہ این فرخندہ فالست
خط شاہِ شہان نصف الوصالست

کھلا یہ حال جب مکتوب کھولا — خدا نے عقدۂ غم خوب کھولا

کہ ذیحجہ کی ہفتم کو بصد جاہ — چھٹا قیدِ غم و ہم سے مرا شاہ

نہین زندان سے میرا شاہ نکلا — ہوا روشن گہن سے ماہ نکلا

ہوا اس شہر پر مرے فضلِ الٰہی — یہ یونس تھے وہ زندان بطن ماہی

گیا سب رنج و افسوس و تاسف — کہ نکلا چاہ سے گویا کہ یوسف

عطا کی قید سے تم کو رہائی — خدا نے کی مری مشکل کشائی

یہ پژمردہ سنتے ہی سر کو جھکا کے — کیے ہین سیکڑون سجدے خدا کے

خدا وہ دن بھی اب جلدی دکھائے — کہ اِک مدت کے بچھڑونسے ملائے

وہ بھیجی تھی جو اے فخر جہانگیر — جہانگیری مجھے باعز و توقیر

خدا غم دور رکھے پادشاہ سے — وہ اب حاصل ہوئی فضلِ خدا سے

وہ عیدی کے روپے تھے جو کہ بھجوائے — وہ اب اِس عاشقِ رنجورہ نے پائے

یہ کب بھیجے تھے اور کب مینے پائے — ہزار آئے تو بارہ سے اٹھائے

رہی باقی وہی اے غیرتِ مہ — یہان تکلیف صرفِ روزمرہ

بقدر زادرہ کچھ اب جو پاؤن — کوئی پاؤنسے مین آنکھونسے آؤن

شہنشاہا مفصل لکھدیا ہے — سب اپنے حال سے آگہ کیا ہے

یہ شعر چند پڑھنا ہین مقدم
کہ انکی راقمہ ہے بدر عالم
۳ محرم سنہ ۱۲۷۶ ہجری

مودت نامہ دوم

رافعِ رایاتِ جاہ وحشم۔ دافعِ کلِّ غم والم۔ سلطانِ کشورِ خوبی شہنشاہِ بلادِ محبوبی۔ گوہرِ دریائے آبرو۔ سروِ جویبارِ آرزو۔ بہار افزائے گلشنِ تمنا۔ رنگ افزائے ریاحین مدعا۔ شہسوار میدان محبت۔ صدر نشینِ ایوانِ مودت۔ ماخذِ جاہ وحشم سلطان عالم زاد اللہ محبتہ والفتہ۔ صحیفۂ والاہمم۔ مکتوب عالی حشم۔ آیا۔ دل بیقرار نے چین پایا۔ آنکھون کو نور بخشا۔ قلب کو سرور بخشا۔ عجب بالائے عجب ہے۔ دل کو رنج وتعب ہے۔ کہ پے درپے محبت نامے جاتے ہین اور جواب نہین دیتے ہین۔ جب دس خط بھیجتی ہون تب ایک کا جواب پاتی ہون۔ دل کو مسوس کر رہجاتی ہون۔ مبالغ تصدق کی رسید نہین آئی۔ زنجیرین جو منت کی بھیجین اون کی بھی خبر نہین پائی۔ دوسرا غم یہ ہے دل کو بڑا الم یہ ہے کہ تمنے مجھکو اپنے ہاتھ کی تحریر کا عادی کر رکھا تھا۔ دل کو محو شادی کر رکھا تھا۔ اب احمد ومحمود کے ہاتھ کا خط آتا ہے۔ دل مزا نہین پاتا ہے۔ دو ہی فقرے سہی۔ مگر اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجدیا کرو۔ اِس مفتونہ کو خورسند کیا کرو۔ اور یہ جو تمنے لکھا ہے کہ ولولۂ شوق دیدار ہے۔ آرزوئے بوس وکنار ہے۔ سنو جانِ عالم دل میرا بڑی حسرت مین ہے بالفعل

یہ امر تو تمہارے قبضۂ قدرت مین ہے - جب چاہو تب بلاؤ - جی چاہے جدا رکھو - جی چاہے پاس پہلو مین بٹھاؤ - میری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ تمنے کیا لکھکر بھیجا کہ اگر تمسے مصیبت اوٹھ سکے تو آؤ ورنہ بیٹھی رہو - صدمۂ ہجر اوٹھاؤ - سبحان اللہ چار برس سے مصیبت اُٹھا رہی ہون - اب اتنی مصیبت نہ اوٹھا سکون گی - تمہارے پاس نہ آسکون گی - مگر کیا کرون ناچار ہون کہ بالفعل بہت نادار ہون - تین ہزار روپے کا قرض ہے اوس کا ادا کرنا فرض ہے - اِس مہجورہ کے دو مطلب ہین - یہی دو کام تمسے اب ہین - یا تو داروغہ میر واجد علی کو لکھہ بھیجو کہ تم اپنا ذمہ کرلو یا چار ہزار روپے نقد بھیجدیجے - اسمین تعویق و تاخیر نہ کیجئے - تین ہزار قرض خواہون کو دون - اور ہزار روپے زاد راہ کے رکھون - طے منازل کرون - دولتِ دیدار حاصل کرون - اگر میر واجد علی کو نہ تحریر کیجئے گا یا نقد نہ تدبیر کیجئے گا - تو یہ کوہِ الم نہ اُٹھا سکون گی - دردِ جدائی کی برداشت نہ لاسکون گی - دنیا سے گذر جاؤن گی - تڑپ تڑپ کر مرجاؤن گی - تم وارث و والی ہو - مالک تغیر و بحالی ہو - جس حال سے رکھوگے رہونگی - جو صدمہ دوگے سہونگی - بدون اسکے وہان تلک نہین آسکتی ہون - ایک قدم نہین ہلا سکتی ہون - زمانہ نازک ہے - پہونک پہونک کے زمین پر پاؤن دہرتی ہون - انتہا کی احتیاط کرتی ہون - یہی مدعا مدام

یہی دعا صبح و شام ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آبرو بچالے۔ وگرنہ دنیا سے اوٹھالے
حال اِس مہجورہ کا بہت زار ہے۔ آیندہ تم کو اختیار ہے۔ اگر خدانخواستہ
نالش ہوئی تو کیا کرونگی۔ زرِ قرضہ کہان سے بھرونگی۔ یقین جانو کہ کچھ
کھالونگی۔ جان دونگی آبرو نہ دونگی۔ آنیکے باب مین جو تمہارا کلام ہے
صلاح سمرقندی اِسی کا نام ہے۔ زیادہ اشتیاق۔ سلطان عالم خدا کی
قسم شیر شہ ہند پر بڑی تکلیف ہے۔ حال سقیم ہے۔ دل ضعیف
ہے۔ دو دو دن صاف گذر جاتے ہین مگر حسب الارشاد مثنوی کی فکر سے
ہاتھ نہین اوٹھاتے ہین۔ ہر چند کہ تنخواہ پنجماہہ پیشگی پائی۔ مگر بسبب کثیر العیال
تین ہی مہینے مین کھائی۔ محررہ شانزدہم محرم الحرام ۱۲۷۶ ہجری

فصل دوم در شہر صفر

مکتوب اول

نیرِ عروجِ محبت۔ اخترِ بروجِ مودت۔ گوہرِ بحرِ لطف و عطا۔ جوہرِ آئینہ صدق
و صفا۔ ماہِ کنعان شہریارے۔ عزیزِ مصر تاجدارے۔ خسروِ انتخاب۔
خدیوِ لاجواب۔ باذلِ جہان۔ عادلِ زمان۔ یوسفِ ثانی۔ اخترِ جانی۔
زاد اللہ محبتہ۔ الحمد للہ الکرام کہ بتاریخ بست و چارم شہر محرم الحرام ۱۲۷۶ ہجری

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نامہ شاہی صحیفۂ ظل الٰہی مانند وحیِ الٰہی آیا۔ اِس مہجورہ کو موردِ مسرت نا متناہی فرمایا۔ حقیقتِ مندرجہ سے مژدۂ صحتِ مزاج عشرت امتزاج حاصل ہوا۔ نسیمِ خوشخبری سے۔ شگفتہ غنچۂ دل ہوا۔ یہ جو نوکِ ریز خامۂ مشکین ختامہ ہوا ہے کہ آلام محبس یاد کرکے اپنے سے بہر دن کھوجاتا ہون۔ بجا ہے لیکن گذشتہ راصلوٰۃ مشہور ہے۔ اب اون باتون کا کیا مذکور ہے۔ خدا وہ دن دکھلائے کہ جس طرح قلعہ سے موچی کھولی مین آئے۔ اوسیطرح موچی کھولی سے لکھنؤ مین آؤ۔ ہم مہجورون کو جلوۂ جمال جہان آرا دکھلاؤ۔ دورِ اُفتادون سے زمانۂ فرحت قریب ہو۔ شادیٔ وصل ناشادون کو نصیب ہو۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ ہمارے طرف دیکھو۔ خیال ایدھر رکھو جانِ عالم خدا کی قسم ہر ساعت تمہارا خیال پیشِ نظر جلوۂ جمال ہے۔ جب آنکھہ بند کرتی ہون دیدۂ دل کو تصویرِ خیالی سے بہرہ مند کرتی ہون۔ اوٹھتے بیٹھتے یہی فکر ہے۔ ہر کام مین تمہارا زبان پر ذکر ہے۔ اگر مجھسے پوچھتے ہو کہ آج کل کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈہنگ ہے۔ تمہارے فراق مین رونے سے کام ہے ہنسنا مطلق حرام ہے

شعر

دمبدم دل کو بیقراری ہے		آہ و فریاد و اشکباری ہے

خدا کے واسطے رنج دوری سے بچاؤ۔ اپنے پاس جلد بلاؤ۔ تم جانتے ہو کہ مجھکو ہمیشہ مانگنے سے عار ہے۔ اِن باتون سے انکار ہے۔ مگر کیا کرون بغایت

ناچار ہون - اِن دنون بہت نادار ہون شعر

مفلسی سب بہار کھوتی ہے		وضع ہر وضعدار کھوتی ہے

یہ بھی خدا کی قدرت ہے - مقام حسرت و عبرت ہے - اگر بالفعل چار ہزار روپے
تمہارے حسابون دولت ربع مسکون ہے - برابر گنج قارون ہے تو یہ امر کیا
دشوار ہے - یہ کون بڑا مشکل کار ہے کہ داروغہ میر واجد علی یا اور کسیکو لکھہ بھیجو
کہ بدر عالم کے قرضہ کا تم ذمہ کرلو - اگر مجھکو کاذب جانتے ہو - یقین میرا نہین
مانتی ہو - تو پہلے اپنے اراکین سے دریافت کرو - بعدۂ دامنِ آرزو کوگوہر
مراد سے بھرو - معلوم ہوا کہ ہر حیلے روزی ہر بہانے موت - مشہور ہے - دنیا
کا دستور ہے - ہماری موت کا حیلہ - یہی درد جدائی ہے - خدانخواستہ اِسی بہانے
سے ہماری اجل آئی ہے - عجب مصیبت مین جان ہے - عقل حیران ہے -
اگر منتیں کر کے - سر پانون پر دہر کے - قرض خواہون سے نجات پاؤن تو زادِ راہ
کہان سے لاؤن - تھوڑا بہت جو پاس تھا وہ بروقتِ رہائی سلطان عالم
نذر و نیاز مین اوٹھایا - مابقی محرم مین لگایا - اب ہیہات خدا کی ذات - جاڑی
زمین پر بیٹھی ہون - حیران و مضطر بیٹھی ہون - جب بہت جی گھبراتا ہے - یہی خیال
آتا ہے - کہ خدائے تعالیٰ جان عالم کو سلامت رکھے - باعیش و عشرت
رکھے - رنج بے سود ہے - وارث موجود ہے - کب تک بہلاینگی - آخر کبھی تو یاد
فرمائینگی فقط مین سنتی ہون کہ جب یہان سے محبت نامہ جاتا ہے - تو اوس کا

خلاصہ ہو کر تمہارے مشاہدے میں آتا ہے۔ کیفیت ہماری تم کو کیونکر معلوم ہو۔
حقیقت حال کسطرح مفہوم ہو۔ خدا کے لئے ایسی بے اعتنائی نہ کیا کرو۔ خط تو تمام و
کمال پڑھ لیا کرو۔ زیادہ شوق۔ محررۂ غرۂ صفر ۱۲۷۶؁ ہجری قدسی۔

خاتمہ

الحمد لله الذی نور العالم بنور الشمس والبدر وتجلی الدنیا و
ما فیها بضوء البیضاء والقمر والصلوۃ علی رسوله معدن
الحب ومخزن الادب وعلی آله واهل بیته مجمع الشرف ومنبع
النسب صلوۃ الله وسلام علیهم اجمعین علی اتمام مکاتیب
مودت اسالیب نواب بدر عالم القاها الله تعالیٰ تحت ظل
عنایات حضرۃ سلطان عالم ادام الله ابقاءہ وملکه الی بقاء
العالم بید الکاتب الداعی ببقاء سلطنته ظل سبحانی حسیب الدین احمد
بن دوانی فقط وقد وقع الفراغ ۱۶ جماد الاخر ۱۲۷۶؁ من الهجرۃ
القدسیة الباهرۃ
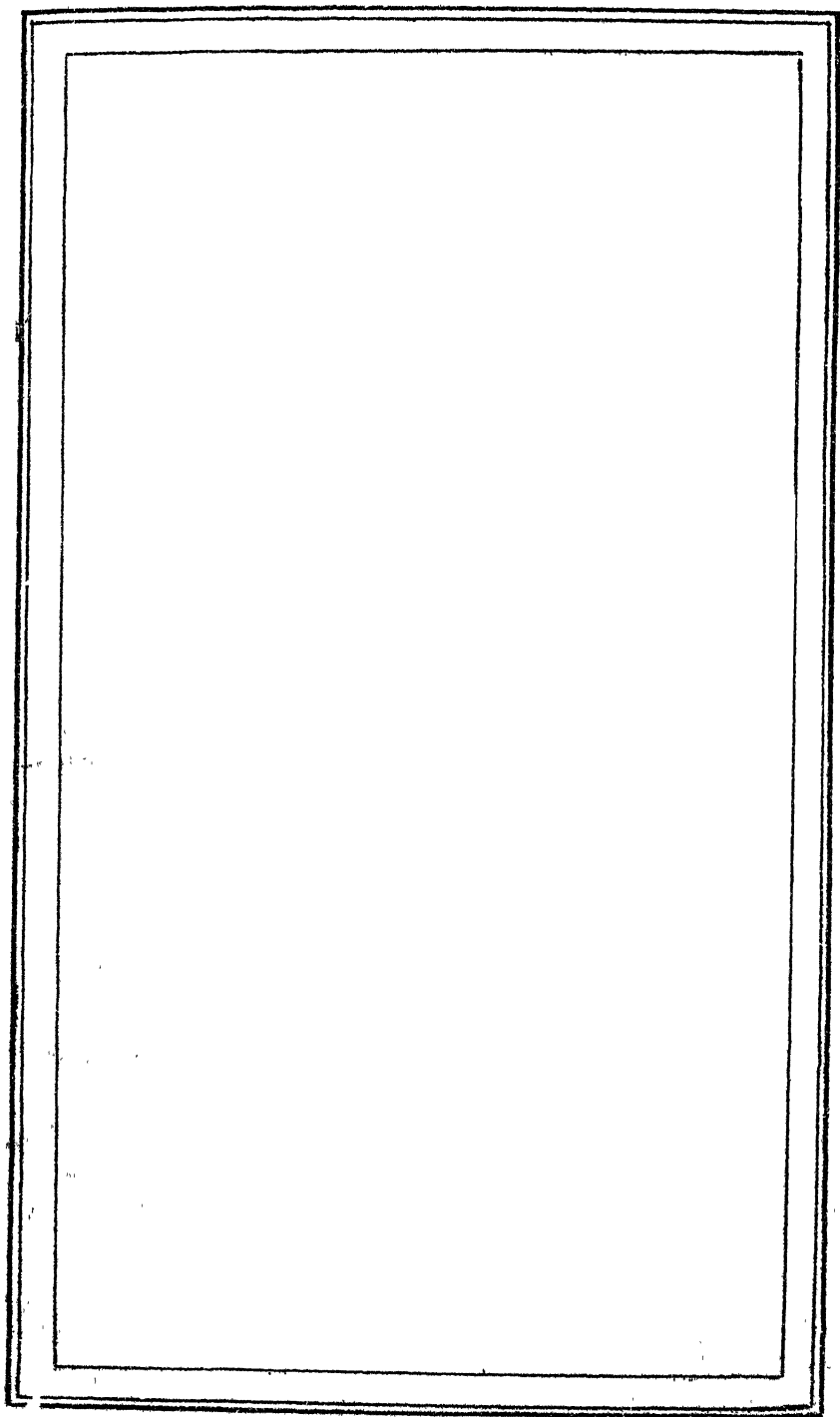
غلطنامۂ رقعات بدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	کولکشف	لوکشف
۳	۸	تطر	نظر
۶	۱۲	ہوری	ھُھری
۱۰	۱۳	لی	۰
۱۱	۸	چلنا	جینا
۳۰	۸	گُبھی	کُھپی
۳۶	۱	پہنو	پہُنسون
۴۱	۸	قدرے	قدرت
۴۷	۵	جینیا	جنّیا
۵۱	۶	نادارا	نادار
۵۴	۱۱	بنتی	منتین

تمّت